Regd No P-67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے

فی پرچہ: - ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۸ | ۱۴ ہجرت ۱۳۳۸ ہش | ۵ ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ | ۱۴ مئی ۱۹۵۹ء | نمبر ۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی شدید علالت

ہر جگہ اجتماعی دعاؤں اور صدقات دینے کا اہتمام کیا جائے

قادیان ۱۱ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی ایک تار محترم امیر صاحب مقامی کے نام آج صبح نو بجے یہاں موصول ہوئی۔ جو کل پونے ایک بجے ربوہ سے روانہ ہوئی تھی۔ آپ نے اطلاع دی کہ

"حضور ایدہ اللہ تعالیٰ شدید طور پر بیمار ہیں"

یہ اطلاع ملنے پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جلد شفا یابی کے لئے مقامی طور پر جملہ درویشان خصوصی دعاؤں میں لگ گئے۔ اور صدقہ دینے کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اسی طرح نظارت علیا کی طرف سے تمام ہندوستانی جماعتوں کو بذریعہ سائیکلو سٹائل چٹھی حضور کی شدید علالت کی اطلاع دیتے ہوئے جملہ احباب جماعت کو خاص دعاؤں اور صدقات دینے کی تحریک کی گئی۔ خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں اجتماعی دعا ہوئی۔ اور صدقے کے بکرے ذبح کر کے گوشت مستحقین تک پہنچایا گیا۔

چھ بجے کے قریب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کو ربوہ فون کیا جس کے جواب میں حضرت ممدوح نے بتایا کہ آج کی ڈاکٹری رپورٹ حضور کی علالت کے متعلق معلوم ہوا اس کا خلاصہ یہ تھا کہ:

ربوہ میں شدید گرمی کے باعث ۷ مئی کو حضور جابہ تشریف لے گئے۔ ۹ مئی کی شام کو حضور کی طبیعت کے زیادہ خراب ہو جانے کی اطلاع ملی۔ چنانچہ اگلے روز ۱۰ مئی کی صبح ہی بذریعہ کار حضور ربوہ تشریف لے آئے۔ اسی جگہ ڈاکٹری معائنہ اور مناسب علاج کیا جا رہا ہے۔ لاہور سے ماہر ڈاکٹروں کو بلایا جا رہا ہے۔ اگرچہ تا حال مرض کی پورے طور پر تشخیص نہیں ہو سکی تاہم ۱۹۵۵ء والی بیماری کا حملہ ہی معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد شفا دے۔ آمین۔

قادیان ۱۲ مئی۔ آج صبح ساڑھے سات بجے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کا ایک اور تار بنام ایڈیٹر بدر موصول ہوا۔ جو کل ۱۱ مئی کو ½۲ بجے ربوہ سے روانہ ہوا تھا۔ اس کا مضمون بھی کل کے فون والی اطلاع پر ہی مشتمل ہے۔ یعنی "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پر ۱۹۵۵ء والے مرض کا دوبارہ حملہ ہوا ہے"

قادیان ۱۲ مئی دو بجے بعد دوپہر آج پھر حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی کو ربوہ فون کیا گیا جس پر آپ نے بتایا کہ لاہور کے ماہر ڈاکٹر مرزا پیرزادہ محمد اسلم و ڈاکٹر ملک سے حضور کا معائنہ کرایا گیا ان کی تشخیص کے مطابق حضور کے جسم کے بعض حصے تاحال بیماری سے متاثر ہیں تاہم بیماری بفضلہ تعالیٰ کنٹرول میں ہے۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹروں کی یہ بھی تجویز ہے کہ معائنہ و علاج کی غرض سے حضور کو لاہور لے جایا جائے — احباب جماعت قادیان [illegible] آمین۔

عالمگیر بے دینی کا بنیادی علاج

زمینی زہروں کے لئے آسمانی تریاق

مقامِ شوق بے صدق و یقیں نیست
یقیں بے صحبتِ روح الامیں نیست (اقبال)

از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ایڈیٹر رسالہ الفرقان ربوہ

انسانیت کی رگ رگ میں گناہ آلود زندگی کا زہر سرایت کر چکا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والی اور دیگر غیر مسلم اقوام کے افراد کا تو کیا کہنا ہے خود مسلمانوں کی ابتر حالت ایک محسوس حقیقت بن چکی ہے جس پر اپنے و بیگانے مرثیہ خواں ہیں۔ درد مند مسلمان زہر کے گھونٹ پی رہے ہیں۔ انسانی تدبیریں اور زمینی علاج اس روحانی وبا کے علاج میں ناکام ثابت ہو چکے ہیں بلکہ حالت "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" کی مصداق ہو رہی ہے۔ ان حالات پر غور کرنے سے ایک سوال بار بار انسانی قلب میں پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کیا اس زہر کا کوئی تریاق نہیں؟

اس سوال کا یقینی جواب یہی ہے کہ اس زہر کا تریاق ضرور موجود ہے۔ انسانی عقل اس بات کو باور کرنے سے قاصر ہے کہ خدا نے ارحم الراحمین انسانوں کو اس طرح ظلمات میں بھٹکتے دے اور اُن کے لئے نور کا سامان پیدا نہ کرے۔ گلشن بشریت اس طرح تباہ و ویران ہو رہا ہو اور اس باغ کے مالک کو اس کا احساس تک نہ ہو۔ اللہ کے بندے مشرق و مغرب میں اس طرح روحانی آفات کا شکار ہو رہے ہوں اور وہ ان کی حفاظت کے لئے کوئی سامان نہ کرے یہ بات انسانی عقل کے لئے ناقابل تصور ہے۔ دین اور فطرت کے کلی خلاف ہے۔ اسلئے یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مرض کو صحت سے اور اس مُردنی کو زندگی سے بدلنے کے لئے ضرور کوئی تریاق مقرر فرمایا ہے۔

اگر سوچا جائے تو معلوم ہوگا کہ انسانیت کی تمام روحانی امراض کا سرچشمہ وہ بے یقینی اور بے اعتقادی کی کیفیت ہے جو اس وقت دلوں پر چھائی ہوئی ہے۔ یقین انقلاب آفرین ہوتا ہے۔ یقین سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ یقین کی بنا پر انسان ہر قربانی کر سکتا ہے۔ یقین انسان کو مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔ یقین انسان کی گناہ آلود زندگی کی کینچلی کو اس کی روح سے اُتار کر اُسے نئی زندگی عطا کرتا ہے۔ غرض یقین ہی ہے جو انسان کو گناہوں سے بچاتا اور نیکیوں اور بلند اخلاق کا مجسمہ بناتا ہے۔ یقین ہی ہے جو اسے اپنے آقا کا فریفتہ و شیفتہ بنا کر اسے دائمی زندگی کا وارث بناتا ہے۔

آج جو بے عملی اور بدکرداری پھیلی ہوئی ہے۔ آج جو اخلاق تباہ ہو چکے ہیں اور عدل و انصاف کا خون ہو رہا ہے اس کا بنیادی موجب یہی ہے کہ انسانوں کو — افراد کو اور قوموں کو — اس امر کا یقین نہیں ہے کہ اس کائنات کا ایک خدا ہے۔ زندہ اور حی و قیوم مالک ہے جس کے سامنے [illegible] مرنے کے بعد اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ بلکہ اس زندگی کے ہر لحظہ میں ہم اس کے پیش ہیں۔ اور اپنے افعال و اعمال کے نتیجہ سے دوچار ہو رہے ہیں یہی اصل مرض ہے اور یہی زہر ہے جس نے انسانیت کی تمام رگوں کو مسموم کر رکھا ہے اور اسے تباہی کے عمیق گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔

اس بے یقینی کا علاج ہو جائے۔ اس بے اعتمادی کو دور کر دیا جائے تو آج پھر انسانیت کی رگوں میں زندہ خون دوڑ سکتا ہے۔ پھر انسان بااخلاق اور روحانیت آشنا ہو سکتے ہیں۔ پھر یہ زمین جنت کا گہوارہ بن سکتی اور کشتِ روحانیت پھر سرسبز و شاداب ہو سکتی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ انسانوں کے عدم یقین کو یقین سے تبدیل کیا جائے اور ان کی بے ایمانی کو ایمان سے بدلا جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ یہ بے یقینی کی کیفیت کیونکر بدلی جائے۔ پہلے زمانوں میں اس حالت کو کیسے بدلا جاتا رہا ہے؟ اس سوال کے جواب پر تمام آسمانی صحیفے متفق ہیں۔ ساری تاریخ کی متفقہ شہادت اور انسانی دل خود بول رہے ہیں کہ ایسے ہولناک اوقات میں ایسی روحانی وباؤں کے زہروں کا تریاق آسمان سے اترتا رہا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ مُردہ قوموں میں زندہ یقین اور محرک ایمان پیدا کرتا رہا ہے۔ دور کیوں جائیں علامہ اقبال بھی کہتے ہیں کہ

مقامِ شوق بے صدق و یقیں نیست
یقیں بے صحبتِ روح الامیں نیست
(ارمغان حجاز)

نزول جبرئیل کے بغیر یہ بے یقینی بدلی نہیں جا سکتی اور اس مُردہ ایمان کی جگہ زندہ یقین پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس نزول جبرئیل یا "صحبتِ روح الامین" سے محرومی اصل سبب ہے جس سے یہ ساری مصیبت نازل ہو رہی ہے اور روحانی موت چاروں طرف پاؤں پھیلا رہی ہے۔

علامہ اقبال کا یہ بیان بلا شبہ درست ہے مگر بہرحال وہ ایک فلاسفر کی لیسیرچ ہے۔ آئیے ہم آپ کو اس روحانی میدان کے شہسوار کی زبان سے صحبت روح الامین کی قدر و قیمت بتائیں۔ [illegible] [illegible] علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

[illegible] بنانا ہے جسے چاہے کلیم
[illegible] سے اِلہام سے بخشے کرتا ہے یہ
(رباعی نمبر ۱۱)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ملاپ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۵۹ء

درد بھری دعائیں

گذشتہ پرچہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ عید الفطر شائع ہو چکا ہے۔ اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بیماری کے ذکر میں فرمایا:-

"میری طبیعت بیماری کی وجہ سے تو پہلے ہی ناساز تھی لیکن میں چلنے پھرنے لگ گیا تھا۔ پچھلے سال مری کی سخت پہاڑیوں پر بھی میں دو دو میل چل لیتا تھا جابہ میں بھی دو دو میل چل لیتا تھا مگر ایک حادثہ کی وجہ سے مجھے ایسی درد شروع ہو گئی کہ وہ ختم ہونے میں ہی نہیں آتی۔"

اگرچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اس طرح پر ایک عرصہ سے ہی خراب چلی آ رہی ہے۔ لیکن ۱۱ مئی ۱۹۵۹ء کو ربوہ سے جو تازہ اطلاع موصول ہوئی اس سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شدید علالت کا علم ہوتا ہے جس کے پیش نظر احباب جماعت کو زیادہ توجہ اور التزام سے حضور کی کامل صحت کے لئے دعاؤں میں لگ جانے کی ضرورت ہے جس طور سے جماعت کے ہر فرد کو اپنے آقا و امام کے ساتھ گہرا تعلق محبت ہے اس کا تقاضا ہے کہ ایسی درد بھری دعاؤں کا سلسلہ کبھی منقطع نہ ہو۔ بالخصوص جبکہ جماعت کی درد بھری دعائیں قبل ازیں متعدد بار خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کو جذب کرنے کا موجب ہوتی ہیں جس کے نتیجہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت پر خوشگوار اثر پڑا۔ چنانچہ اسی خطبہ عید الفطر میں حضور نے اس کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-

"میں نے تجربہ کیا ہے۔ اور پہلے بھی کئی بار بیان کر چکا ہوں کہ جن دنوں دوست خاص طور پر دعائیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فضل نازل کر دیتا ہے۔ اور طبیعت میں دلیری اور امنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بیماری میں بھی کمی آ جاتی ہے"

حضور کے وجود باجود سے احمدیت کو جو قریبی تعلق ہے اس سے جماعت کا بچہ بچہ بخوبی واقف و آگاہ ہے۔ حضور ہی کے خوشگوار عہد خلافت میں جماعت نے بہمہ وجوہ نمایاں طور پر ترقی کی اور آپ ہی کی کامیاب قیادت میں جماعت کو اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کی محکم تنظیم کے ساتھ اس کی کشتی کو ہر قسم کے مخالف طوفانوں سے بچا کر ساحل مراد کی طرف کامیابی کے ساتھ لئے چلے جانا اظہر من الشمس ہے۔ پس جماعت کا ہر فرد جو حضور کی صحت کے حق میں درد دل سے دعا میں مشغول رہتا ہے وہ اس نعمت کی شکر گذاری کا اظہار کرتا ہے۔ جو نظام خلافت کی برکت سے ہم کو اسے حاصل ہو رہی ہے۔ اور اب جبکہ بیماری کا تازہ حملہ ہوا ہے احباب جماعت کی دعاؤں کا بیشتر حصہ اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے مخصوص ہو جانا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

شہداء الحق

(از محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل - ربوہ)

اس نام کی ایک کتاب مؤلفہ جناب قاضی محمد یوسف صاحب شائع کردہ حکیم عبد اللطیف شاہد جو شائع ہوئی ہے اس میں نہایت ایمان افروز واقعات شہادت احمدیان و مظلومان و عبرت انگیز انجام ظالمان قابل مطالعہ ہے۔

مرحبا صد مرحبا اے نیک مردانِ وفا
یا کہ چمن خندید ز انفاس شما جانِ وفا

وہ چہ خوش آوردہ اید ایں ارمغان دلنواز
تا قیامت مفتخر باشند اخوانِ وفا

لالہ مہری خوب خندد بر زمین سنگلاخ
منظرِ دلکش پدید آمد بہ بستانِ وفا

صد حسینے از گریبان مسیحائے زماں
رجز خوان و نعرہ زن آمد بمیدانِ وفا

چند تا خواہی شکست اے شاہ از سنگِ وفا
صد ہزاراں لعل پنہاں است در کانِ وفا

مذہبِ اسلام را بدنام کردن خوب نیست
حکم لا اکراہ ثابت شد ز قرآنِ وفا

زندہ باشید اے جواناں سعادتمند ما
مشرق و مغرب نظر آید ثنا خوانِ وفا

اے خوشا وقتیکہ اکمل ہم نماز شوق را
از پئے جاناں ادا سازد بہ ارکانِ وفا

احیاء و تجدید دین کا کام

اسبابت کے خواہ کچھ بھی اسباب ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ اس وقت امتِ مسلمہ کے ایک طبقہ میں اسلام کے لئے ایک خاص قسم کی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ اور ہر سچا مسلمان دل سے اس بات کا متمنی ہے کہ صدر اول کی طرح ایک دفعہ پھر اسلام کے گلستان میں بہار کا موسم دیکھے اور اس کے شجرہ مبارکہ کے تحت دنیا کی ساری اقوام آرام و راحت پائیں اور اس کے شیریں پھلوں سے اپنی روحانی غذا کے سامان کریں گویا ایک غیر مرئی طاقت نے انہیں خواب غفلت سے جھنجھوڑا ہے اور اسلام کے شیرازے کو مضبوط کرنے کی طرف انہیں متوجہ کر دیا ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ اپنے اپنے طریق سے کوئی تو امتِ مرحومہ میں راہ پا چکے فساد و اختلال کے بواعث کی کھوج کر رہا ہے اور کوئی ان اسباب و ذرائع کی تلاش میں سرگرداں ہے جو اسے ایک بار پھر بام عروج تک پہنچا دیں چنانچہ اس قسم کی کوششوں کا ایک نمونہ بدر کی گذشتہ اشاعت میں شائع ہونے والے ایک عالم بزرگ کے فاضلانہ مضمون میں مل سکتا ہے۔

اور ساتھ ہی مختصر طور پر ہم اس امر کا بھی جائزہ لے چکے ہیں کہ ہر چند یہ تمام مساعی نیک نیتی اور خلوص پر مبنی ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک ان کی حیثیت تشخیص و تجویز سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ دین اسلام کے احیاء اور تجدید کے لئے اُن بنیادی باتوں کو کلی نظر انداز کیا جا رہا ہے جن سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ اور اس بارہ میں کلام اللہ و ارشادات رسول اللہ میں واضح اشارے اور مفصل ذکر پایا جاتا ہے۔

کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ ایک طرف تجدید و احیاء دین کی اہمیت و ضرورت پر زور دیا جاتا ہے مگر دوسری طرف نہایت سادگی سے اُس کے حقیقی ذرائع پر عمل پیرا ہونے کی بجائے بعض خانہ ساز نظریات کی تکمیل کے لئے بڑھ چڑھ کر تجاویز سوچی جاتی ہیں۔ اور وہ اُمت جسے اُس کی کامل کتاب کی سورت فاتحہ ہی میں اس بات کی تعلیم دی گئی تھی کہ ہمیشہ بارگاہ رب العزت میں جھکی رہے اور ہر قدم پر اُس سے استعانت طلب کرے۔ آج جبکہ اُسی کے فساد و اختلال کے دور کرنے اور اس کی اصلاح کرنے کا وقت آیا تو ربانی واسطہ سے گویا استغنیٰ سمجھ بیٹھے!!

ادھر کلام اللہ میں تو منکرین صداقت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا تھا کہ:-

أهم يقسمون رحمة ربك
نحن قسمنا بينهم معيشتهم
في الحيوة الدنيا۔

کیا یہ لوگ تیرے رب کی رحمت (یعنی روحانیت) کو از خود تقسیم کرنے بیٹھ گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی سخت بھول ہے۔ کیا دیکھتے نہیں کہ اس دنیا کے سامان معیشت کی تقسیم میں بھی تو اُن کا کچھ عمل دخل نہیں پھر عالم روحانیت جو اس سے کہیں اہم و ادق ہے اس کی تقسیم ان کی ناقص عقلوں سے کیونکر ممکن ہے۔

مگر افسوس کہ اُمتِ مسلمہ نے ان باتوں سے نصیحت حاصل نہ کی۔ اور اپنی اصلاح و ارشاد کے لئے اُن ذرائع و اسباب کی طرف نگاہ اُٹھانے کی ضرورت کو محسوس نہ کیا۔ جو اس کے لئے ضروری قرار دیئے گئے تھے اگر ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو اس آیت کریمہ کے آئینہ میں دین اسلام کی تجدید و احیاء کے سلسلہ میں مطالعہ کریں تو بارگاہ نبوی سے واضح طور پر اسبابت کا اشارہ ملتا ہے جو ہر سچے اور مخلص مسلمان کے لئے فساد امت کے وقت نہ صرف تسلی اور اطمینان کا موجب ہے بلکہ موجودہ تاریکی کے ایام میں ایک روشن مشعل کا کام دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:-

ان الله يبعث لهذه
الامة على رأس كل مائة
سنة من يجدد لها
دينها

یعنی اس اُمت کی خاطر خدا تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مردان کامل کو مبعوث کرتا رہے گا جو تجدید و احیاء دین کا فریضہ سرانجام دیں گے۔

اب دیکھ لیجئے کہ اس حدیث میں احیاء و تجدید دین کے کام کی نسبت کس کی طرف دی گئی ہے۔ کیا یہ کام اُمت کے عام لوگوں کے ذمہ لگایا گیا ہے یا اُن کے علماء کے فرائض میں داخل کیا گیا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اُس خدا نے جس نے اپنے کلام مجید میں

انا نحن نزلنا الذكر وانا له
لحافظون

کا وعدہ فرمایا! اُس کے وعدہ کے ایفاء کا طریق رسول اللہ کے محولہ بالا ارشاد میں بیان کیا گیا۔ پس موجودہ زمانہ کے علماء اور مفکرین کی بڑی غلطی ہے جو رسول اللہ کے بتائے ہوئے طریق پر اصلاح اُمت کے ذرائع کو تلاش نہیں کرتے بلکہ اپنی ناقص عقلوں سے ایسی تجاویز اور پروگراموں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش میں ہیں جن میں کامیابی کی کوئی گارنٹی نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اُمت مسلمہ کی اصلاح و ارشاد کے لئے تمام دوسرے طریق بے نتیجہ ثابت ہوں گے۔ کیونکہ اُن کے ساتھ خدا کی تائید اور نصرت نہیں۔ چنانچہ اس کا واضح ثبوت سالہا سال کی وہ کوششیں اور ہر قسم کے جتن ہیں جو علماء وقت نے محض اپنی عقلوں کے بل بوتے پر اپنی ناقص تدبیروں کو بروئے کار لانے کے لئے کئے اب تک ان کی لمبی جد وجہد کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ من جرب المجرب حلت به الندامه کے مطابق ضرور ہے کہ ان طریقوں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئیگا

جو

پہلے وقتوں میں آچکا ہے!

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے یعنی ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے!

(رپورٹ صدیق جمیل)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروقت انتباہ اور مسلم قوم کو خدمت دین کیلئے دعوت

اے حق کے طالبو اور اسلام کے سچے محبو! آپ لوگوں پر واضح ہے کہ یہ زمانہ جس میں ہم لوگ زندگی بسر کر رہے ہیں یہ ایک ایسا

تاریک زمانہ

ہے کہ کیا ایمانی امور کیا عملی جس قدر امور ہیں سب میں سخت فساد واقع ہو گیا ہے۔ اور ایک تیز آندھی ضلالت اور گمراہی کی ہر طرف سے چل رہی ہے۔ وہ چیز جس کو ایمان کہتے ہیں اس کی جگہ چند لفظوں نے لی ہے جن کا محض زبان سے اقرار کیا جاتا ہے۔ اور وہ امور جن کا نام اعمال صالحہ ہے ان کا مصداق چند رسوم یا اسراف اور ریاکاری کے کام سمجھے گئے ہیں اور جو حقیقی نیکی ہے اس سے بکلی بے خبری ہے۔ اس زمانہ کا فلسفہ اور طبعی بھی روحانی صلاحیت کا سخت مخالف پڑا ہے اس کے جذبات اس کے جاننے والوں پر نہایت بد اثر کرنے والے اور ظلمت کی طرف کھینچنے والے ثابت ہوتے ہیں۔ وہ زہریلے مواد کو حرکت دیتے اور سوتے ہوئے شیطان کو جگا دیتے ہیں۔ ان علوم میں دخل رکھنے والے دینی امور میں اکثر ایسی بدعقیدگی پیدا کر لیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ اصولوں اور صوم و صلوٰۃ وغیرہ عبادت کے طریقوں کو تحقیر اور استہزاء کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کے وجود کی بھی کچھ وقعت اور عظمت نہیں۔ بلکہ اکثر ان میں سے الحاد کے رنگ سے رنگین اور دہریت کے رگ و ریشہ سے پُر اور

مسلمانوں کی اولاد کہلا کر

پھر دشمن دین

ہیں۔ جو لوگ کالجوں میں پڑھتے ہیں اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کہ ہنوز وہ اپنے علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ نہیں ہوتے کہ دین اور دین کی ہمدردی سے پہلے ہی فارغ اور مستعفی ہو چکے ہیں۔

یہ میں نے صرف ایک شاخ کا ذکر کیا ہے۔ جو حال کے زمانہ میں ضلالت کے پھیلنے سے پیدا ہوئی ہے۔ مگر اس کے سوا صدہا اور شاخیں ہیں جو دس سے کم نہیں۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دیانت امانت اور دیانت ایسی اٹھ گئی ہے کہ گویا بکلی مفقود ہو گئی ہے۔

دنیا کمانے کے لئے مکر اور فریب حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ جو شخص سب سے زیادہ شریر ہو وہی سب سے زیادہ لائق سمجھا جاتا ہے۔ طرح طرح کی ناراستی۔ بد دیانتی۔ حرامکاری۔ دغا بازی۔ دروغ گوئی۔ اور نہایت درجہ کی بدچلنی اور لالچ سے بھرے ہوئے منصوبے اور بدذاتی سے بھری ہوئی خصلتیں پھیلتی جاتی ہیں۔ اور نہایت بے رحمی سے ملے ہوئے کینے اور جھگڑے ترقی پر ہیں۔ اور جذبات بہیمیہ اور سبعیہ کا ایک طوفان اٹھا ہوا ہے۔ اور جس قدر لوگ ان علوم اور قوانین مروجہ میں چست و چالاک ہوتے جاتے ہیں۔ اسی قدر نیک گوہری اور نیک کرداری کی طبعی خصلتیں اور حیا اور شرم اور خدا ترسی اور دیانت کی فطرتی خاصیتیں ان میں کم ہوتی جاتی ہیں۔

عیسائیوں کی تعلیم بھی سچائی اور ایمانداری کے اڑانے کے لئے کسی قسم کی شرنگیں تیار کر رہی ہے۔ اور عیسائی لوگ اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتوں کو نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کر کے ہر ایک رہزنی کے موقع اور محل پر کام میں لا رہے ہیں۔ اور بہکانے کے لئے نئے نسخے اور گمراہ کرنے کی جدید صورتیں تراشی جاتی ہیں۔

اب اے مسلمانو سنو! اور غور سے سنو! کہ اسلام کی پاک تاثیروں کے لئے جس قدر پیچیدہ افتراء اس عیسائی قوم میں استعمال کئے گئے اور پُر مکر حیلے کام میں لائے گئے اور ان کے پھیلانے میں جان توڑ کر اور مال کو پانی کی طرح بہا کر کوششیں کی گئیں یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے بھی جن کی تصریح سے اس مضمون کو منزہ رکھنا بہتر ہے اسی راہ میں ختم کئے گئے۔ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں کہ جب تک ان کے اس سحر کے مقابل پر خدا تعالیٰ وہ پُر زور ہاتھ نہ دکھاوے جو معجزہ کی قدرت اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور اس معجزہ سے اس طلسم سحر کو پاش پاش نہ کرے تب تک اس جادوئے فرنگ سے سادہ لوح دلوں کو مخلصی حاصل ہونا بالکل قیاس اور گمان سے باہر ہے۔

سو اے مسلمانو! اس عاجز کا ظہور ساحرانہ تاریکیوں کے اٹھانے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک معجزہ ہے۔ کیا ضرور نہیں تھا کہ سحر کے مقابل پر معجزہ بھی دنیا میں آتا؟ کیا تمہاری نظروں میں یہ بات عجیب اور انہونی ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت درجہ کے مکروں کے مقابل پر جو سحر کی حقیقت تک پہنچ گئے ہیں۔ ایک ایسی حقانی چمکار دکھاوے جو معجزہ کا اثر رکھتی ہو۔

اے دانشمندو! تم اس سے تعجب مت کرو کہ خدا تعالیٰ نے اس ضرورت کے وقت میں اور اس گہری تاریکی کے دنوں میں

ایک آسمانی روشنی نازل

کی اور ایک بندہ کو مصلحت عام کے لئے خاص کر کے بغرض اعلائے کلمہ اسلام و اشاعت نور حضرت خیر الانام اور تائید مسلمانوں کے لئے اور نیز ان کی اندرونی حالت کے صاف کرنے کے ارادہ سے دنیا میں بھیجا۔ تعجب تو اس بات میں ہوتا کہ وہ خدا جو حامی دین اسلام ہے جس نے وعدہ کیا تھا کہ میں ہمیشہ تعلیم قرآنی کا نگہبان رہوں گا اور اسے سرد اور بے رونق اور بے نور ہونے نہیں دوں گا۔ وہ اس تاریکی کو دیکھ کر اور ان اندرونی اور بیرونی فسادوں پر نظر ڈال کر چپ رہتا اور اپنے اس وعدہ کو یاد نہ کرتا جس کو اپنے پاک کلام میں مؤکد طور پر بیان کر چکا تھا۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر تعجب کی جگہ تھی تو یہ تھی کہ اس پاک رسول کی یہ صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی خطا جاتی جس میں فرمایا گیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایک ایسے بندہ کو پیدا کرتا رہے گا کہ جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ سو یہ تعجب کا مقام نہیں بلکہ ہزار در ہزار شکر کا مقام اور ایمان اور یقین کے بڑھانے کا وقت ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے وعدہ کو پورا کیا۔ اور اپنے رسول کی پیشگوئی میں ایک منٹ کا بھی فرق پڑنے نہیں دیا۔ اور نہ صرف اس پیشگوئی کو پوری کر کے دکھلایا بلکہ آئندہ کے لئے بھی ہزارہا پیشگوئیوں اور خوارق کا دروازہ کھول دیا۔ اور اگر تم ایماندار ہو تو شکر کرو اور شکر کے سجدات بجا لاؤ کہ وہ زمانہ جس کا انتظار کرتے کرتے تمہارے بزرگ آباء گذر گئے۔ اور بے شمار روحیں اس کے شوق میں ہی سفر کر گئیں۔ وہ وقت تم نے پا لیا۔ اب اس کی قدر کرنا یا نہ کرنا اور اس سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں اس کو بار بار بیان کروں گا اور اس کے اظہار سے میں رک نہیں سکتا کہ میں وہی ہوں جو وقت پر اصلاح خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔ میں اس طرح بھیجا گیا ہوں جس طرح سے وہ شخص بعد کلیم اللہ مرد خدا کے بھیجا گیا تھا جس کی روح ہیرودیس کے عہد حکومت میں بہت تکلیفوں کے بعد آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔ سو جب دوسرا کلیم اللہ جو حقیقت میں سب سے پہلا اور سید الانبیاء ہے دوسرے فرعونوں کی سرکوبی کے لئے آیا جس کے حق میں ہے اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا تو اس کو بھی جو اپنی کارروائیوں میں کلیم اول کا مثیل مگر رتبہ میں اس سے بزرگ تر تھا۔ ایک مثیل المسیح کا وعدہ دیا گیا۔ اور وہ مثیل مسیح قوت اور طبع اور خاصیت مسیح ابن مریم کی پا کر اسی زمانہ کی مانند اور اسی مدت کے قریب قریب جو کلیم اول کے زمانہ سے مسیح ابن مریم کے زمانہ تک تھی یعنی چودھویں صدی میں آسمان سے اترا۔ اور وہ اترنا روحانی طور پر تھا۔ جیسا کہ مکمل لوگوں کا صعود کے بعد خلق اللہ کی اصلاح کے لئے نزول ہوتا ہے۔ اور سب باتوں میں اسی زمانہ کے ہم شکل زمانہ میں اترا جو مسیح ابن مریم کے اترنے کا زمانہ تھا۔ تا سمجھنے والوں کے لئے نشان ہو۔ پس ہر ایک کو چاہیئے کہ اس سے

انکار کرنے میں جلدی نہ کرے

تا خدا تعالیٰ سے لڑنے والا نہ ٹھہرے۔ دنیا کے لوگ جو تاریک خیال اور پرانی تصویرات پر جمے ہوئے ہیں وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ مگر عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جو ان کی غلطی ان پر ظاہر کر دے گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

یہ انسان کی بات نہیں

خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں۔ مگر یہ حملے تیغ و تیر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی۔ بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی۔ اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہو گی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی

منصلت شاری جائے گی اور ہر ایک حق پوش دجّال دُنیا پرست ایک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا۔ اور سچائی کی فتح ہو گی اور اسلام کے لئے پھر اُس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسے کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اُسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے اور یہی وہ چیز جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالےٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے رو براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا۔ اور دُنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔" (فتح اسلام)

اس کے بعد حضور نے حسب ذیل پانچ شاخوں کا ذکر فرمایا:۔

(۱) پہلی شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ جس میں روح القدس کی تعلیم سکھانے کے لئے معارف و حقائق کا بیان ہے۔

(۲) دوسری شاخ:۔ اسلامی حجتوں کو غیر قوموں پر پورا کرتے ہوئے اشتہارات کے سلسلہ کا اجراء۔

(۳) تیسری شاخ:۔ واردین صادرین جو حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والوں کے لئے حسب سنت انبیاء ان کی استعداد اور ضرورتوں کے لحاظ سے اور ان کے امراض و حقائق کے خیال سے تقریر کا سلسلہ اسی ضمن میں حضور نے دیگر انبیاء اور بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت میں رہ کر [illegible] پاک تبدیلی کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

"سو اسی بنا پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے۔ اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں۔ اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے۔ اور حقارت اور ذلت کا سیاہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دے کر خداوند خدا نے مجھے بھیجا ہے اور کہا کہ خرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان برمنار بلند تر محکم افتاد"

(۴) چوتھی شاخ:۔ مکتوبات کا سلسلہ جو حق کے طالبوں یا مخالفوں کی طرف لکھے جاتے ہیں۔

(۵) پانچویں شاخ:۔ اس کارخانہ کی جو خدا تعالےٰ نے اپنے خاص وحی اور الہام سے قائم کی۔ مریدوں اور بیعت کرنے والوں کا سلسلہ ہے چنانچہ اس نے اس سلسلہ کے قائم کرنے کے وقت مجھے فرمایا کہ زمین میں طوفان ضلالت برپا ہے تو اس طوفان کے وقت میں یہ کشتی طیار کر جو شخص اس کشتی میں سوار ہو گا وہ غرق ہونے سے نجات پا جائے گا۔ اور جو انکار میں رہے گا اس کے لئے موت در پیش ہے۔ اور فرمایا کہ جو شخص تیرے ہاتھ میں ہاتھ دے گا اُس نے تیرے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ اور اُسی خداوند خدا نے مجھے بشارت دی کہ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ مگر تیرے سچے متبعین اور محبین قیامت کے دن تک رہیں گے۔ اور ہمیشہ منکرین پر انہیں غلبہ رہے گا۔

یہ پانچ طور کا سلسلہ ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا۔ اگرچہ ایک سرسری نگاہ والا آدمی صرف تالیف کے سلسلہ کو ضروری سمجھے گا اور دوسری شاخوں کو غیر ضروری اور فضول خیال کرے گا۔ مگر خدا تعالےٰ کی نظر میں سب ضروری ہیں۔ اور جس اصلاح کے لئے اُس نے ارادہ فرمایا ہے۔ وہ اصلاح بجز استعمال پانچوں طریقوں کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتی۔"

ساری قوم کو عام دعوت

پنجگانہ شاخوں کے ذکر کے بعد حضور نے تمام مسلمانوں کو اس طریق پر خدمت دین بجا لانے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اگرچہ یہ تمام کاروبار خدا تعالےٰ کی خاص امداد اور خاص فضل پر چھوڑا گیا ہے اور اُس کے انجام پہنچانے کے لئے وہی کافی اور اُسی کے مبشرانہ وعدے اطمینان بخش ہیں۔ لیکن اُسی کے حکم اور تحریک سے مسلمانوں کو امداد کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جیسا خدا تعالےٰ کے تمام نبی جو گذر چکے ہیں مشکلات پیش آمدہ کے وقت پر توجہ دلاتے رہے ہیں۔ سو اسی توجہ دہی کی غرض سے کہتا ہوں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ ان پنجگانہ شاخوں کے احسن طریق اور وسیع طور پر جاری رہنے کے لئے کس قدر مسلمانوں کی جمہوری امداد درکار ہے۔

سو اے لوگو! اگر تم میں وہ راستی کی روح ہے جو مومنوں کو دی جاتی ہے۔ تو اس میری دعوت کو سرسری نگاہ سے مت دیکھو۔ نیکی حاصل کرنے کی فکر کرو کہ خدا تعالےٰ تمہیں آسمان پر دیکھ رہا ہے کہ تم اس پیغام کو سن کر کیا جواب دیتے ہو۔

اے مسلمانو! جو اولوالعزم مومنوں کے آثار باقیہ ہو اور نیک لوگوں کی ذریت ہو انکار اور بدظنی کی طرف جلدی نہ کرو اور اس خوفناک وبا سے ڈرو جو تمہارے ارد گرد پھیل رہی ہے۔ اور بیشمار لوگ اُس کے دام زہریلا میں آگئے ہیں۔ تم دیکھتے ہو کہ کس قدر زور سے دین اسلام کے مٹانے کے لئے کوشش ہو رہی ہے۔ کیا تم پر یہ حق نہیں کہ تم بھی کوشش کرو۔ اسلام انسان کی طرف سے نہیں کہ تا انسانی کوششوں سے برباد ہو سکے۔ مگر افسوس اُن پر ہے کہ جو اس کی بیخ کنی کے لئے در پے ہیں۔ اور پھر دوسرا اُن پر ہے جو اپنی عورتوں اور اپنے بچوں اور اپنے نفس کی عیاشیوں کے لئے تو اُن کے پاس سب کچھ ہے مگر اسلام کے حصہ کا اُن کی جیب میں کچھ نہیں۔ کاہو تم پر افسوس! کہ آپ تو تم اعلائے کلمہ اسلام اور دینی انوار کے دکھلانے کی کچھ قوت نہیں رکھتے۔ مگر خدا تعالےٰ کے قائم کردہ کارخانہ کو بھی جو اسلام کی چمکار ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے شکر کے ساتھ قبول نہیں کر سکتے۔ آجکل اسلام اس چراغ کی طرح ہے جو ایک صندوق میں بند کر دیا جائے۔ یا اُس چشمہ شیریں کی طرح ہے جو خس و خاشاک سے چھپا دیا جائے۔ اسی وجہ سے اسلام تنزل کی حالت میں پڑا ہے اس کا خوبصورت چہرہ دکھائی نہیں دیتا اس کا دلکش اندام نظر نہیں آتا مسلمانوں کا فرض تھا کہ اس کی محبوبانہ شکل دکھلانے کے لئے جان توڑ کر کوشش کرتے اور مال کیا بلکہ خون کو پانی کی طرح بہا دیتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ وہ اپنی غایت درجہ کی نادانی سے اس غلطی میں پھنسے ہوئے ہیں کہ کیا پہلی تالیفات کافی نہیں سمجھی جاتیں کہ وہ جدید فسادوں کو دور کرنے کے لئے جو جدید در جدید پیرایوں میں ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ مدافعت بھی جدید طور کی ہی ضروری ہے اور ہر ایک زمانہ کی تاریکی پھیلنے کے وقت ہی جو نبی اور رسول اور مصلح آتے رہے کیا اُس وقت پہلی کتابیں نہیں تھیں؟ سو کھلا بیٹھو یہ ضروری ہے کہ تاریکی پھیلنے کے وقت میں روشنی آسمان سے اُترے۔ خدا تعالےٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے۔ بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اُتارا گیا ہے۔ اور ہر ایک مصلح اور مجدد خدا تعالےٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ

لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟

لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے! اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اُس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہمرنگ ہے نبی کی وفات یا اُس کے روحانی قائمقام کی وفات کے بعد جب ہزار مہینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کرنے والا اور انسانی حواس کے الوداع کی خبر دینے والا ہے گذر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے۔ تب آسمانی کارروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نئی صدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لئے اندر ہی اندر طیار ہو رہتے ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ یعنے اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اسی برس کے بڈھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مہینے سے بہتر ہے جو پہلے گذر چکی۔ کیوں بہتر ہے؟ اس لئے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالےٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اُترتے ہیں نہ عبث طور پر۔ بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اُٹھانے میں مشغول رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے

اب اے مسلمانو! غور سے ان آیات کو پڑھو کہ کس قدر خدا تعالےٰ اُس زمانہ کی تعریف بیان فرماتا ہے جس میں ضرورت کے وقت پر کوئی مصلح دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ کیا تم ایسے زمانہ کا قدر نہیں کرو گے؟ کیا تم خدا تعالےٰ کے فرستادوں کو بنظر استہزاء دیکھو گے؟

اپنی جماعت سے مشفقانہ خطاب

تم اے میرے عزیزو! میرے پیارو! میرے درخت وجود کی سرسبز شاخو! جو خدا تعالےٰ کی رحمت سے جو تم پر ہے میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور اپنی زندگی اپنا آرام اپنا مال اس راہ میں فدا کر رہے ہو

اگرچہ میں جانتا ہوں کہ میں جو کچھ کہوں تم اُسے قبول کرنا اپنی سعادت سمجھو گے اور جہاں تک تمہاری طاقت ہے دریغ نہیں کرو گے؟

لیکن میں اس خدمت کے لئے معین طور پر اپنی زبان سے تم پر کچھ فرض نہیں کر سکتا تا کہ تمہاری خدمتیں نہ میرے کہنے کی مجبوری سے بلکہ اپنی خوشی سے ہوں۔ میرا دوست کون ہے؟ اور میرا عزیز کون ہے؟ وہی جو مجھے پہچانتا ہے۔ مجھے کون پہچانتا ہے؟ صرف وہی جو مجھ پر یقین رکھتا ہے کہ میں بھیجا گیا ہوں اور مجھے اس طرح قبول کرتا ہے جس طرح وہ لوگ قبول کئے جاتے ہیں جو بھیجے گئے ہوں۔ دنیا مجھے قبول نہیں کر سکتی کیونکہ میں دنیا میں سے نہیں ہوں۔ مگر جن کی فطرت کو اس عالم کا حصہ دیا گیا ہے وہ مجھے قبول کرتے ہیں اور کریں گے۔ جو مجھے چھوڑتا ہے وہ اُس کو چھوڑتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور جو مجھ سے پیوند کرتا ہے وہ اُس سے کرتا ہے جس کی طرف سے میں آیا ہوں۔ میرے ہاتھ میں ایک چراغ ہے جو شخص میرے پاس آتا ہے ضرور وہ اُس روشنی سے حصہ لے گا۔ مگر جو شخص وہم اور بدگمانی سے دور بھاگتا ہے۔ وہ ظلمت میں ڈال دیا جائے گا۔ اس زمانہ کا حصن حصین میں ہوں جو مجھ میں داخل ہوتا ہے وہ چوروں اور قزاقوں اور درندوں سے اپنی جان بچائے گا۔ مگر جو شخص میری دیواروں سے دور رہنا چاہتا ہے ہر طرف سے اُس کو موت درپیش ہے اور اُس کی لاش بھی سلامت نہیں رہے گی۔ مجھ میں کون داخل ہوتا ہے؟ وہی جو بدی کو چھوڑتا اور نیکی کو اختیار کرتا ہے اور کجی کو چھوڑتا اور راستی پر قدم مارتا ہے اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوتا اور خدا تعالیٰ کا ایک بندہ مطیع بن جاتا ہے۔ ہر ایک جو ایسا کرتا ہے وہ مجھ میں ہے اور میں اُس میں ہوں۔ مگر ایسا کرنے پر فقط وہی قادر ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نفس مزکّی کے سایہ میں ڈال دیتا ہے تب وہ اُس کے نفس کی دوزخ کے اندر اپنا پیر رکھ دیتا ہے تو وہ ایسا ٹھنڈا ہو جاتا ہے کہ گویا اُس میں کبھی آگ نہیں تھی تب وہ ترقی پر ترقی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ خدا کی روح اُس میں سکونت کرتی ہے۔ اور ایک تجلی خاص کے ساتھ رب العالمین کا استواء اُس کے دل پر ہوتا ہے۔ تب پرانی انسانیت اُس کی جل کر ایک نئی اور پاک انسانیت اس کو عطا کی جاتی ہے۔ اور خدا تعالیٰ بھی ایک نیا خدا ہو کر نئے اور خاص طور پر اُس سے تعلق پکڑتا ہے۔ اور بہشتی زندگی کا تمام پاک سامان اسی عالم میں اُس کو مل جاتا ہے۔

بعض غلط فہمیوں کا ازالہ

بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدرسے کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور یہ کہ ہماری ہستی کے انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں۔ اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کچھ فائدہ نہیں پہنچاتا بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ ظلمت کے وقتوں میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک و شبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو۔ صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز مت کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہیں تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی جاتی ہیں۔ یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں۔ شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کر لیا جائے۔ اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ مبادی بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مُردہ بود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو در حقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی امیدوں کا تمام مدار انحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک و شبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔

اگر تم اپنی کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایک دم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جس قدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کی طرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی ایسے کاموں کے لئے وقف ہو رہی ہے کہ اوّل تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا۔ اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نہ کرو جب تک وہ اصل مطلب تمہیں حاصل نہ ہو جائے۔

اے لوگو! تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے واقعی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علت غائی ہے بہتی طور پر تم پر ظاہر نہ ہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بت تمہارے دل کے سامنے ہے جس کو تم ایک ایک سیکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو۔ اور تمہارے تمام اوقات عزیزہ دنیا کی جی جی بک بک میں ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمہیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمہیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے۔ کہاں ہے تم میں انصاف! کہاں ہے تم میں امانت! کہاں ہے تم میں وہ راست بازی اور خدا ترسی اور روحانی استبدادی اور فروتنی جس کی طرف تمہیں قرآن بلاتا ہے۔ تمہیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں اور اُس کا نام تک تم پر مشکل ہے۔ اب بلا کسی سے تم لڑو گے کہ ہرگز ایسا نہیں۔ لیکن تمہارے کا تاوان تمہیں شرمندہ کرتا ہے جبکہ وہ تمہیں جتلاتا ہے کہ ایماندار دل کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگر تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے۔ اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی مطمئن ہوتا ہے۔ مگر وہ دوسرا عالم جس کی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں۔ وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمہیں یاد نہیں آتا۔ بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو۔ اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں اُن کی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو۔ تمہیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنے والا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دے گا مگر یہ عجیب تفاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو۔ اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹ اور دغا سے لے کر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں۔ اور ان تمام شرمناک جرائم کے ساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے انقباض کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کرو گے۔ میں نے ایک دفعہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ اب تمہارے اختیار ہے کہ اس کو قبول کرو یا نہ کرو۔ اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو ؎

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

(منقول از رسالہ فتح اسلام مطبوعہ ۱۳۰۸ھ)

خانپور ملکی میں نکاح کی ایک تقریب

بتاریخ ۳۰/۴/۵۹ء بعد نماز مغرب مکرم سید عاشق حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کی دختر نیک اختر سارہ بی بی صاحبہ عرف جہاں آراء کا نکاح مکرم سید عبدالحی صاحب ایم۔ اے (سٹوڈنٹ) ابن مکرم سید لطافت حسین صاحب عرف شمس الدین احمد آف اوڑیسہ کے ساتھ مبلغ گیارہ ہزار مہر پر قرار پایا۔ نکاح کی تقریب مسجد احمدیہ خانپور ملکی کے متصل میدان میں منعقد ہوئی۔ خاکسار نے نکاح پڑھایا۔ بعدہٗ مکرم حضرت سید وزارت حسین صاحب نے رقت آمیز لمبی دعا کرائی۔ اور یہ بابرکت تقریب بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی۔

صوبہ بہار کے یہ دونوں احمدی خاندان اپنے اخلاص کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین، صحابہ کرام، درویشان قادیان اور احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو اسلام۔ احمدیت اور جانبین کے لئے ظاہری اور باطنی اعتبار سے بابرکت بنائے۔ آمین۔

نوٹ:۔ اس مبارک موقعہ پر مکرم سید عاشق حسین صاحب نے مبلغ پانچ روپے اعانت بدر کے لئے اور مکرم سید لطافت حسین صاحب نے مساجد فنڈ ممالک بیرون کے لئے مبلغ پانچ روپے ادا کئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

خاکسار
عبدالحق فضلی مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کے زیر اہتمام

خدمت خلق کا عظیم الشان کام

(از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی درویش قادیان)

۱۹۵۸ء کی آخری سہ ماہی میں غلہ کی گرانی کا آغاز ہوا۔ اور جنوری ۱۹۵۹ء میں گیہوں کا نرخ ۱۴ روپے سے ۲۲ روپے من ہو گیا۔ وہ پنجاب جو ملک بھر میں گیہوں کا گودام سمجھا جاتا تھا اسی پنجاب میں قحط کی سی صورت پیدا ہو گئی۔ اگرچہ یہ قحط سراسر مصنوعی قسم کا تھا جو ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں کی بڑھتی ہوئی حرص وآز کا نتیجہ تھا۔ ان حالات میں پبلک چلا اٹھی۔ اخبارات نے صدائے احتجاج بلند کی۔ ابتداء میں تو حکومت نے صرف اپیلوں سے کام لینا چاہا اور غلے کے تاجروں کو توجہ دلائی مگر اس قسم کی نرم اپیلیں اس طبقہ پر چنداں اثر انداز نہ ہوئیں۔

ہاں مرف یہ بات ہے کہ مخالف سیاسی پارٹیوں نے بھی ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ ایک طرف حکومت کے خلاف مظاہرے کرتے اور عوام کو اکساتے اور دوسری طرف انہیں میں ایسے لوگ بھی تھے جو عوام کے پاس تیس روپے من گندم فروخت کرتے۔ یہ صورت حال واقعی حکومت کے لئے پریشان کن تھی۔ ملک میں اناج تو موجود تھا مگر نرخ اس قدر گراں تھے کہ عوام کی قوت خرید سے کہیں زیادہ تھے!! چنانچہ حکومت کی مشینری حرکت میں آئی اور اناج سے لدی ہوئی سپیشل ٹرینوں کے ذریعہ سینکڑوں بوریاں قحط زدہ علاقوں میں پہنچنے لگیں۔ اور جلد ہی ملک بھر میں سستے آٹے کے سرکاری ڈپوؤں کا ایک جال سا بچھا دیا گیا۔ جہاں کم وبیش سولہ روپے من کے حساب سے آٹا ملنے لگا۔

حکومت کی طرف سے جب قادیان میں بھی سستے نرخ پر آٹے کے سرکاری ڈپو کھلنے لگے تو ہمارے محلہ احمدیہ میں بھی ایک ایسے ڈپو کی ضرورت محسوس ہوئی۔ چنانچہ خاکسار راقم مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل اور مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل نے مقامی درویشان کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ شعبہ خدمت خلق کے تحت ایک ڈپو کے لئے انتظام فرمایا جائے۔ اور اس کے انتظامی امور کے لئے ہم تینوں نے اپنی خدمات بھی پیش کر دیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے ازراہ کرم ہماری درخواست منظور فرمائی اور ڈپو چلانے کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کے فنڈ سے مبلغ ۱۰۰/- روپے اور مبلغ ۲۳۰۰/- روپے اپنی ذمہ داری پر صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر کے عنایت فرمائے۔ اس طرح جلد ہی ہم ڈپو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جو مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل کے نام منظور کرایا گیا۔ الحمد للہ کہ اس عاجز اور مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل کو تا اختتام ڈپو کے کام میں مکرم عامل صاحب کی معاونت میں خدمت کا موقع میسر آیا۔ ہم تینوں کے علاوہ وقتاً فوقتاً بعض دیگر مقامی درویشان نے بھی خدمت خلق کے جذبہ سے اس نیک کام میں ذوق شوق سے حصہ لیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ڈپو پر حسن انتظام

ابتداء میں ڈپوؤں پر خریداروں کے لئے کوئی خاص پابندی نہ تھی۔ بلکہ ہر ڈپو پر اس محلہ کے لوگ وقت سے کچھ پہلے جمع ہو جاتے تھے۔ اور ڈپو کے مقررہ وقت ۲ بجے سے ۴ بجے بعد دوپہر تک یہاں پر سو سو آدمیوں کو آٹا تقسیم کر دیا جاتا تھا جو فی کس دس سیر ملتا تھا لیکن دو تین ہفتوں کے تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ یہ صورت حال عوام کے لئے تکلیف دہ ہے اور بہت سے لوگوں کا ضیاع وقت ہوتا ہے۔ اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ناجائز نام سے آٹا لیتے ہیں۔ اسلئے ڈسٹرکٹ سول سپلائی کی ہدایت کے مطابق عارضی راشن کارڈوں کا سلسلہ جاری کر دیا گیا۔ جس روز راشن کارڈ جاری کرنے کی ہدایت ملی اسی روز ہم نے سائیکلوسٹائل مشین کے ذریعہ کارڈ چھاپے اور اگلی صبح جب سول سپلائی کے انسپکٹر صاحب آئے تو وہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ہم نے راتوں رات کارڈوں کا انتظام کر لیا تھا وہ اس سے متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ دوسرے ڈپو والوں کو بھی یہ انتظام کرنے میں مدد دو۔ چنانچہ شہر کے تین ڈپو ہولڈروں کو ہم نے تعاون دیا۔

ہمارے ڈپو کے ایریا میں وارڈ نمبر ۲ اور وارڈ نمبر ۱ اور وارڈ نمبر ۳ کا کچھ حصہ تھا۔ چنانچہ ہم نے کارڈ تیار کر کے ان وارڈوں کے ہر گھر میں جا کر فہرستیں تیار کیں اور دو روز میں ۷۵۰ کارڈ تقسیم کر دیئے۔ اور اس طرح وہ دقت دور ہو گئی جو لوگوں کے بے تحاشہ آ جانے کی وجہ سے ہوتی تھی۔ مگر ہم نے یہ کام چونکہ خدمت خلق کے جذبہ سے کیا تھا اسلئے ہم نے وقت کی پابندی کو نظر انداز کر کے وقت کھلا رکھا اور دو بجے شروع کر کے بعض اوقات شام کے چھ سات بجے تک ڈپو کھلا رکھا جاتا تھا۔ اس کا عوام کو بہت فائدہ پہنچا کیونکہ جو بھی خریدار آتا تھا آسانی سے اور بغیر دھکم پیل کے بغیر آٹا لے جاتا تھا۔ خواتین کے لئے ہم نے الگ انتظام رکھا تھا تاکہ انہیں مردوں میں کھڑے ہونے سے پریشانی اور تکلیف نہ ہو۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ بفضلہ تعالیٰ کسی شخص کو بھی ہمارے ڈپو کے متعلق کسی قسم کی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ ڈپو پر آنے والا ہر شخص ہی جماعت احمدیہ کے حسن انتظام اور حسن سلوک کے متعلق رطب اللسان پایا گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ قادیان میں یا دوسرے شہروں کے ڈپو ہولڈروں نے کوئی ناجائز فائدہ اٹھایا ہے یا نہیں لیکن ڈسٹرکٹ سپلائی آفیسر کا یہ اظہار خیال ہمارے لئے موجب مسرت ہے کہ

"احمدیہ ڈپو کو حسب ضرورت آٹا دیا جائے کیونکہ یہ لوگ غلط استعمال نہیں کرتے"۔

اور یہی نیکنامی تھی کہ جب سکھ نیشنل کالج قادیان کے سٹاف کو اپنے لئے اور اپنے بورڈروں کے لئے کسی ڈپو سے اٹیچمنٹ کی ضرورت پیش آئی تو باوجودیکہ کالج ہمارے ایریا سے باہر اور دور تھا کالج کے منتظمین نے سول سپلائی آفس سے درخواست کی کہ ہمیں احمدیہ ڈپو سے آٹا دلوایا جائے۔ اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم ان کے اعتماد کو قائم رکھ سکے۔

کچھ اعداد وشمار

ہم نے ۷۵۰ راشن کارڈ تقسیم کئے جن میں سے ۲۰۹ کارڈ محلہ احمدیہ کے تھے۔ اور ۵۴۱ کارڈ وارڈ نمبر ۳ وارڈ نمبر ۲ کے غیر مسلم خاندانوں کے تھے (ان ہی میں کالج سٹاف۔ ہوسٹل کے بورڈران اور قادیان سے ملحقہ محلہ ترکھانوالی کے کارڈ شامل تھے) ہمارا ڈپو ۹ فروری سے آخر اپریل تک جاری رہا اور اس عرصہ میں ہم سول سپلائی گودام سے ڈپو پر ۵۰ سیر کے ۱۴۳۰ من آٹا گندم اور ۴۸ من آٹا لاتے۔

اگر منڈی کا عام بھاؤ ۲۴ روپیہ من شمار کیا جائے تو کنٹرول ریٹ اور اس نرخ کے تفاوت کے حساب سے صرف ہمارے ڈپو کے ذریعہ حکومت نے آٹا گندم میں گویا ۱۲۴۴۰/- کی امداد عوام کو دی اور ہم کے ذریعہ ۴۰۸/- روپیہ کی۔ گویا قریباً تیرہ ہزار روپیہ حکومت کی طرف سے قادیان کے وارڈ نمبر ۱ اور وارڈ نمبر ۲ (بشمول کالج سٹاف) کو ریلیف کے رنگ میں دیا گیا۔ اور بحصہ رسدی ہمارے احمدیہ محلہ کو سستے آٹے کے ذریعہ گویا چار ہزار روپیہ کی ریلیف ملی۔

خدمت خلق کے بعض دیگر مواقع

یوں تو ہمارے ڈپو کا سارا کام ہی خدمت خلق کے ماتحت تھا تاہم مخصوص طور پر ڈپو کے معمولی منافع میں سے محترم صاحبزادہ صاحب کی اجازت سے بعض نادار لوگوں کی بھی امداد کی گئی۔ چنانچہ بعض اندھوں اپاہجوں کو مفت آٹا دیا گیا۔ ایسے مستحقین میں ہندو مسلم عیسائی سبھی کا لحاظ رکھا گیا۔ اللّٰھم تقبل منا۔

ایک اور موقع

فروری کے آخر میں ایک روز جب ہم گورداسپور سے آٹے کا ٹرک لا رہے تھے تو بٹالہ قادیان روڈ پر موضع ڈلہ کے قریب ہم نے دیکھا کہ ایک ٹرک سخت شکستہ حالت میں کھڑا ہے۔ ہم نے اپنا ٹرک کھڑا کر دیا دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی سخت حادثہ ہوا ہے جس سے ٹرک چور چور ہو گیا تھا۔ اور ایک مزدور کی وفات ہو گئی تھی۔ ٹرک کا کلینر ٹرک کے پاس بے کسی اور بے سروسامانی کی حالت میں بیٹھا تھا۔ رات کے دس بجے کا وقت تھا اور اس رات سردی بھی سخت تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کلینر کے پاس کھانے پینے کا اور شب بسری کے لئے گرم کپڑوں کا انتظام نہیں ہے۔ چنانچہ ہم قادیان آ گئے۔ اپنے ٹرک ڈرائیور سے کہا کہ اس مصیبت زدہ کلینر کے لئے روٹی وغیرہ لے جائے مگر وہ بغیر حساس ثابت ہوا۔ چنانچہ سائیکلوں کا انتظام کیا گیا۔ ٹی سٹال کی بھٹی پر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر نے روٹی تیار کی اور رات کے گیارہ بجے سخت سردی میں ہم تین خدام (خاکسار راقم۔ محمد ابراہیم صاحب ٹیلر اور محمد عارف الدین صاحب حیدر آبادی طالبعلم) سائیکلوں پر روانہ ہوئے۔ جائے حادثہ قادیان سے تین میل کے فاصلہ پر تھی۔ ابھی ہم قادیان سے نکل ہی رہے تھے کہ ایک اور ٹرک بھی مل گیا۔ اور اس کے ڈرائیور نے ہمیں ٹرک پر بٹھا لیا۔ یہ ٹرک بٹالہ کی اسی ٹرانسپورٹ کمپنی کا تھا جس کے ٹرک کو حادثہ پیش آیا تھا۔ اور وہ حادثہ کے سلسلہ میں ہی قادیان پولیس چوکی آیا تھا۔ ڈرائیور یہ معلوم کر کے سخت متعجب ہوا کہ ہم لوگ کلینر کے لئے روٹی وغیرہ لے کر جا رہے تھے۔ چنانچہ وہ راستہ بھر تعجب کے ساتھ ہمارے اس جذبہ خدمت خلق کا بار بار اعتراف کرتا رہا۔ بہر حال ہم نے جائے حادثہ پر پہنچ کر کلینر کو کھانا کھلایا چائے پلائی اور آگ سلگا کر دی۔ ہم کچھ کپڑے بھی لے گئے تھے مگر معلوم ہوا کہ اس نے کہیں سے کپڑوں کا انتظام کر لیا تھا۔ وہ کلینر بھی اس بات سے بہت متاثر ہوا کہ ہم نے مسلمان ہوتے ہوئے اس قدر ہمدردی کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تائید وتصرف الٰہی کے بعض ایمان افروز واقعات

ضلع کے صدر مقام سے آٹے کا ہفتہ وار کوٹہ لانے میں احمدیت کی برکت سے تائید وتصرف الٰہی کے بعض عجیب واقعات بھی ہوئے جو ہمارے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئے۔ مثلاً

۱۔ ایک مرتبہ سول سپلائی گورداسپور کے سٹاک میں آٹا موجود نہ تھا چنانچہ دفتر نے ہمیں حوالہ فلور ملز امرتسر کے نام پرمٹ دے دیا بعض دوسرے ڈپو ہولڈروں کو بھی وہیں کے پرمٹ ملے لیکن وہاں سے آٹا صرف انہی ڈپو ہولڈروں کو مل سکا جو ہمارے ساتھ گئے تھے۔ اس لئے کہ ہم نے عوام کی تکالیف بیان کر کے متعلقہ افسر کو متاثر کیا تھا اور اس نے ازراہ ہمدردی ہمیں پرمٹ دے دیا تھا۔ بعد میں جو ڈپو ہولڈر وہاں گئے اس وقت انہیں آٹا نہ مل سکا۔

۲۔ ایک مرتبہ گورداسپور سے آتے ہوئے ہمارے ٹرک کے پچھلا پہیہ میں پنکچر ہو گیا کہ نئی ٹیوب ملی گئی

گو اس حالت میں ٹرک چلانا خطرہ سے خالی نہ تھا کیونکہ اس میں ہماری ساتھ بوریاں اور ایک دوسرے ڈپو ہولڈر کی بیتیس بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ اور یہ سارا وزن دو سو من کے قریب تھا۔ مگر اس سخت خطرہ کے باوجود بفضلہ تعالیٰ ہمارا ٹرک صحیح و سالم یہاں پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۳۔ اور یہ واقعہ تو بڑا ہی عجیب اور پُرلطف ہے کہ ایک اور مرتبہ گورداسپور میں رسائک کم ہونے کی وجہ سے ہمیں امرتسر جوالا فلور ملز کا پرمٹ ملا۔ ہمارے ساتھ سری ہرگوبند پور کا ایک ہندو ڈپو ہولڈر بھی تھا چنانچہ ہم دفتر سے نکل کر سڑک کی طرف آ رہے تھے تو اس ہندو دوست نے کہا کہ میرا کچھ سامان کسی دکان پر رکھا ہے۔ میں اسے لے آؤں آپ چوک میں پہنچ کر میرا انتظار کریں۔ ہم سڑک پر پہنچے تو ایک بس آ گئی جس میں کافی جگہ تھی اور وہ امرتسر جا رہی تھی۔ مگر چونکہ ہم اس ہندو دوست کے ساتھ انتظار کرنے کا وعدہ کر چکے تھے اس لئے سوار نہ ہوئے۔ مگر ہمیں سخت پریشانی ہوئی کہ اس نے خواہ مخواہ ہمیں لیٹ کر دیا۔

ہم چوک میں کھڑے رہے مگر اس کے بعد کوئی بس نہ آئی حالانکہ ہر دس منٹ کے بعد ایک بس آ جاتی ہے۔ یہ عجیب بات تھی کہ وہ بسیں پٹھانکوٹ کی طرف سے آ کر اڈہ پر کھڑی تھیں مگر وہ امرتسر کی طرف روانہ نہیں ہو رہی تھیں۔ وہ ہندو دوست بھی پہنچ چکا تھا اور ہم بس کے انتظار میں تھے۔ مگر میں اور چوہدری بدر الدین صاحب اس ہندو دوست کو کوس رہے تھے کہ اس نے خواہ مخواہ ہمیں لیٹ کر دیا ہے۔

اتنے میں ایک سائیکل سوار پہنچا اور اس نے کہا کہ آپ لوگوں کو سول سپلائی والوں نے بلایا ہے۔ چنانچہ واپس دفتر پہنچے پر معلوم ہوا کہ گورداسپور میں آٹا کم تھا مگر ہماری عید کی وجہ سے دفتر نے خاص اجازت دیدی ہے۔ چنانچہ ہمیں خاص پرمٹ کے ذریعہ آٹا مل گیا۔ اور تب معلوم ہوا کہ اس ہندو دوست کی چیز دکان پر کیوں رہ گئی تھی۔ اور بسیں کیوں لیٹ ہو گئی تھیں۔

ڈسٹرکٹ سول سپلائی آفس گورداسپور

ناشکر گذاری ہوگی اگر اس امر کا ذکر نہ کیا جائے کہ باوجود اس کے کہ حکومت نے اچانک ڈپو جاری کئے تھے اور وسیع طور پر سپلائی کے انتظامات کئے تھے ڈسٹرکٹ آفس نے بڑی خوش اسلوبی سے اس کام کو نباہا۔ اور افسروں اور کلرکوں کا رویہ ڈپو ہولڈروں سے بہت اچھا رہا۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمارے ڈپو کی اچھی شہرت کے باعث یا کیریکٹر کے احمدی ہونے کی وجہ سے ہمارے ساتھ ان کا سلوک اچھا رہا اور کبھی اعتراض یا نکتہ چینی کی صورت پیش نہ آئی۔ جن کے لئے ہم ان کے ممنون ہیں۔

حکومت کا شکریہ

حکومت کی اس بروقت امداد اور فراخ حوصلگی کے لئے ہم اپنے محلہ احمدیہ کی طرف سے خاص طور پر اپنے ایریا کی عوام کی طرف سے عام طور پر اس کے شکر گذار ہیں۔ اور ہم حکومت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اس نے عین وقت پر یہ انتظام کر کے عوام کی دلی دعائیں لی ہیں۔

اسی طرح ہم صدر انجمن احمدیہ قادیان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے قرضہ کی ایک خطیر رقم دیکر سہولت کے سامان میسر کئے۔ اور آخر پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ڈپو میں خاص دلچسپی لیتے ہوئے نہ صرف یہ کہ مالی امداد دی فرمائی بلکہ وقتاً فوقتاً ذاتی دلچسپی لے کر ہم سب کارکنان ڈپو کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ذکر و فکر

عیسائیوں کی ایک نشرگاہ

اس عنوان سے معاصر الجمعیتہ دہلی نے بلغراڈ کی ایک خبر درج کر کے اس پر تبصرہ کیا ہے لکھتا ہے :-

"بلغراڈ (جرمنی) کی ایک خبر ہے کہ وہاں پروٹسٹنٹ عیسائیوں کی عالمی تنظیم نے مشرقی افریقہ میں عیسائیت کی تبلیغ کے لئے ایک نشرگاہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے، اس نشرگاہ کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہوگا کہ ایشیا اور افریقہ میں اسلام کی اشاعت میں روک پیدا کی جائے۔ اس ریڈیو پر سوا لاکھ مارکس خرچ ہوں گے اس کے لئے دنیا کے مشنریوں نے چندہ جمع کرنا شروع کر دیا ہے! ایک خبر تو یہ ہے! اور دوسری طرف امریکہ میں اسلام اور عیسائیت کی مفاہمت پر کانفرنس منعقد [illegible] ہم بھی سمجھا رہے ہیں کہ وہ مل کر عالمی امن کے لئے کوئی قدم اٹھائیں:

یہ نشرگاہ جو عیسائیت کی تبلیغ کے لئے مشرقی افریقہ میں قائم کی جا رہی ہے۔ اس کا ایک مقصد اسلام کی اشاعت میں روک لگانا بھی ہے اس سے اندازہ ہوگا کہ دنیا سے عیسائیت کی نظر میں [illegible] کوئی حریف ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ کیونکہ مشنریوں کا تجربہ ہے کہ مشرک اور بت پرست قومیں تو ان کے لئے تر لقمہ کا حکم رکھتی ہیں۔ لیکن مسلمان بہت سخت جان ہیں اور ان میں عیسائیت کی تبلیغ سخت مشکل ہے، افریقہ میں عیسائیوں کو اسلام کے مقابل منہ کی کھانی پڑی ہے۔ خود انہیں اعتراف ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی مشن نہیں جو باقاعدہ اسلام کی اشاعت کرتا ہو۔ لیکن اسلام پھر بھی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے، عیسائی مشنری بُت پرستوں کی تو کوئی حیثیت نہیں سمجھتے۔ وہ مسلمانوں کو اپنی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ سمجھتے ہیں مگر ہمیں عیسائیوں کو داد دینی چاہیئے کہ وہ تبلیغ و اشاعت کے تمام ذرائع استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اب انہوں نے ریڈیو کے ذریعہ بھی تبلیغ کرنے کا انتظام کیا ہے۔ یہاں یہ حال ہے کہ جامع ازہر کو بھی آج تک کسی تنظیم کے تحت تبلیغ اسلام کی توفیق نصیب نہ ہو سکی۔

(الجمعیتہ دہلی ۹/۵ ۲۶)

عیسائیوں کے مقابل مسلمانوں کی اپنے دین کی تبلیغ و اشاعت کے متعلق دولہتی کا جو ذکر معاصر نے کیا ہے عامۃ المسلمین کے لحاظ سے بالکل صحیح اور درست ہے۔ مگر اس سلسلہ میں جماعت احمدیہ کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ جبکہ دنیا میں اسلامی حکومتوں اور متمول جمعیتوں کے مقابل پر ایک غریب جماعت ہونے کے باوجود احمدیہ جماعت خاص تنظیم کے ماتحت تبلیغ و اشاعت اسلام میں ہمہ تن مصروف ہے۔ اس کی عملی جدوجہد صرف ایک ملک یا براعظم میں محدود نہیں بلکہ اب تو اس کا یہ بابرکت پروگرام عالمگیر صورت اختیار کر چکا ہے۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ ایک واجب الاطاعت امام اور خلافت کے بابرکت نظام کے تحت اس جہاد کبیر میں مصروف ہے۔

باقی یہ جو مقالہ میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ افریقہ میں عیسائیوں کو اسلام کے مقابلہ میں منہ کی کھانی پڑی ہے۔ اور "خود انہیں اعتراف ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کا کوئی مشن نہیں جو باقاعدہ اسلام کی اشاعت کرتا ہو لیکن اس پر بھی سرعت کے ساتھ پھیل رہا ہے"۔ ممکن ہے مقالہ نویس کو خبر کے مطالعہ سے کچھ غلط فہمی ہوئی ہو یا پھر خبر میں مسلمانوں کی عمومی جدوجہد پر نظر کرتے ہوئے افریقہ میں مسلمانوں کے کسی مشن کی نفی کی گئی ہے۔ ورنہ یہ ایک حقیقت ہے جس سے نہ صرف الجمعیتہ کے مقالہ نگار ہی بخوبی واقف و آگاہ ہیں بلکہ اس کا مسیحیوں کی طرف سے بارہا اعتراف کیا جا چکا ہے کہ افریقہ میں تثلیثی مذہب کے تند سیلاب کے سامنے جو مضبوط بند لگا اور اس کی ترقی کو روک دیا۔ وہ بیسیوں احمدی مبلغین کی تبلیغ و اشاعت اسلام کی مہم جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ اور تمام دیگر ممالک کی طرح افریقہ کے تاریک براعظم میں اب بھی درجنوں مبلغ اس مقدس کام میں مصروف ہیں۔ لاکھوں صفحات پر مشتمل اسلامی لٹریچر شائع کیا جا رہا ہے لوکل زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم چھپ رہے ہیں۔ جابجا مساجد تعمیر کی جا رہی ہیں۔ اور اس صورت میں جبکہ تثلیث کی اشاعت و تبلیغ میں نشرگاہ سے کام لیا جانے والا ہے۔ ہمارا قدوقوں والا خدا پہلے کی طرح ان کے اس منصوبے کو بھی خاک میں ملا دے گا اور مسیح محمدی کے نمائندوں کو زیادہ عمدگی سے کسر صلیب کا موقع ملے گا انشاء اللہ۔

سید الانبیاء اور شعر و سخن

(بقیہ صفحہ ۱)

(بیہقی جلد عاشر صفحہ ۲۳۷ و مسند احمد جلد پنجم صفحہ ۸۶)

غرض شعر و سخن کو فن لطیف سمجھا گیا تو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے لطیف دیا کیزہ حصہ کو حسن قبولیت بخشا ہے گا ہے خوش ہو کر انعام بھی مرحمت فرمایا ہے۔

(بیہقی جلد عاشر صفحہ ۲۴۱)

(۱۴) آپ کے حسن پسند کی وجہ سے سلف و راشدین نے بھی شاعری کی ہے علامہ شعبی فرماتے ہیں۔

کان ابوبکر شاعراً وکان
عمر شاعراً وکان علیؓ اشعر
الثلاثۃ

(منتخب کنز العمال جلد پنجم صفحہ ۱۸۶) کہ حضرت ابوبکر و عمر و حضرت علی سب ہی شاعر تھے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجلس نبوی میں قرآن اور شعر خوانی کا بھی موقعہ آتا تھا۔ ایک بار کسی نے کہا یا رسول اللہ

أتقرأ القرآن و شعر في مجلسك

قال نعم

یعنی آپ کی مجلس میں قرآن و شعر کا اجتماع ہو سکتا ہے۔ فرمایا ہاں۔

اسی طرح ایک بار حضرت ابوبکرؓ نے جو دیکھا کہ ایک اعرابی آپؐ کو شعر سنا رہا ہے تو بولے یا رسول اللہ القرآن والشعر، تو حضور نے فرمایا

یا ابابکرۃ ھذا مرۃ
وھذا مرۃ

(فتح المغیث للسخاوی صفحہ ۳۲۰)

یعنی اے ابوبکرؓ کبھی قرآن کے ساتھ شعر و شاعری کا بھی موقعہ ہوتا ہے۔

(۱۵) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا یہ معمول تھا کہ قرآن و سنن کے بیان کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہتے :-

خوضوا فی الشعر والاخبار

کہ اب کچھ واقعات عالم اور شعر و شاعری کی باتیں کرو۔ امام زہریؒ حماد بن زید و مالک بن دینار و حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ و حضرت علیؓ وغیرہ کے اقوال کو نقل کیا ہے کہ انہوں نے حکایات و اخبار و اشعار کو ہی جنت کا تحفہ قرار دیا ہے اور ملال خاطر دور کرنے کا ذریعہ بتایا ہے۔

(بقیہ صفحہ ...)

سید الانبیاء اور شعر و سخن کی اجازت

مندرجہ بالا عنوان سے مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈا نگری کا ایک مضمون پندرہ روزہ اخبار اہلحدیث دہلی بابت یکم مئی ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ یہ مضمون بعض اہم حوالہ جات پر مشتمل ہے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام پر بعض ناواقف مخالفین کی طرف سے کئے جانے والے اعتراضات کے لئے معقول جواب ہیں۔ اسلئے امید ہے کہ یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جائے گا اور غیر از جماعت احباب سے اس موضوع پر گفتگو کے وقت ان سے استفادہ کیا جائے گا (ایڈیٹر)

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر گوئی سے کوئی مناسبت نہ تھی۔ آپ شعر پڑھتے تو اکثر وزن ٹوٹ جاتے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ یعنی ہم نے نہ ان کو شعر سکھایا اور نہ شاعری ان کے شایانِ شان ہے۔ رجز کے اشعار آپ البتہ کہتے۔ غزوہ حنین کے موقعہ پر آپ نے یہ رجز پڑھا تھا ؎

انا النبی لا کذب
انا ابن عبد المطلب

غزوۂ خندق میں آپ کا رجز یہ تھا ؎

اللّٰھم ان الخیر خیر الاخرۃ
فاغفر الانصار والمھاجرۃ

غزوہ اُحد میں فرمایا ؎

ھل انت الا اصبع دمیت
وفی سبیل اللہ مالقیت

(سنن کبریٰ بیہقی جلد سابع ص۴۳)

لیکن شعراء اسلام کے شعروں کو سنتے اور پسند فرماتے شعراء نبوت کا مفصل تذکرہ استیعاب میں موجود ہے۔ (استیعاب جلد اول ص۲۱۳)

حضرت حسان بن ثابت۔ عبد اللہ بن رواحہ کعب بن مالک دربار نبوت کے اچھے شاعروں میں سے تھے (بیہقی جلد عاشر ص۲۴۱) ادب و زبان اور شعر و خطابت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ بھی مقرر فرمایا ہے۔ (زاد المعاد جلد اول ص۴۵۷)

بہرحال شعر و شاعری میں جو مبالغہ اور غلو اور کذب وغیرہ ہوتا ہے اس سے الگ ہو کر حقائق دین، معرفتِ الٰہی، حُبِ رسول و مضامین تقویٰ و دیگر اسلامی تعلیمات پر نصیحت آموز اشعار کی اجازت موجود ہے اور عام شاعروں کی مذمت سے ایسے شعراء اسلام کا استثناء موجود ہے۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ فرما دیا ہے (بیہقی جلد عاشر باب شہادت الشعراء ص۲۳۹) لیکن شعر و شاعری میں ایسا انہماک جس سے ذکر الٰہی و دوسرے فرائض و اعمال سے غفلت پیدا ہو ہرگز درست نہیں ہے۔ امام بخاری نے ایک عنوان اسی مضمون پر قائم کیا ہے۔ باب مایکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصدہ عن ذکر اللہ والعلم والقرآن

(صحیح بخاری جلد ثانی ص۹۰۹ و بیہقی جلد عاشر ص۲۴۴) لیکن یہ بات کچھ شعر و شاعری کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔

بلکہ ہر مباح کام میں جب ایسا انہماک ہو کہ اس سے دوسرے فرائض میں خلل واقع ہو تو اس مباح کام کا وہ شغل ممنوع ہو جائے گا۔ مطالعہ کتب یا تصنیف و تالیف کا شغل اگر اس درجہ بڑھ جائے کہ نماز وغیرہ کا اہتمام جاتا رہے تو یہ انہماک ممنوع ہو جائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص عبادت نماز اور روزہ میں جب اتنا غلو کرنے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے انہماک و اشتغال عبادت سے ان کو خاص طور پر روکا۔ بہرحال نفس شعر گوئی ممنوع نہیں ہے۔ بلکہ بعض حالات میں مطلوب ہے۔ البتہ اس میں کذب و غلو نہ چاہیے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ تمہارے اشعار اسلام لانے کے بعد بودے ہو گئے یعنی ان میں اسلام سے پہلے کی طرح اب رنگینی و چاشنی نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا:

ان الاسلام یمنع من
الکذب والشعر یزینہ
الکذب

کہ اسلام کذب بیانی سے مانع ہے اور شعر کی زینت مبالغہ اور کذب بیانی ہے (استیعاب جلد اول ص۱۲۱) بہرحال حسن تخیل نکتہ آفرینی حقائق اسلام کی تعبیر و ترجمانی اور اظہار عقیدت و محبت اور معارف کتاب و سنت کے بیان و شرح شعر کے ذریعہ محبوب و مرغوب خواطر ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اشعار سنتے اور صحابہ سے سنانے کے لئے بھی امر فرماتے۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرمؐ مجھ سے اکثر فرماتے کچھ اشعار سناؤ تو میں عرض کرتی وَاَیُّ اَبْیَاتِی تُرِیْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا کَثِیْرَۃٌ کہ حضور میرے پاس اشعار بہت سارے موضوع پر ہیں آپ کس قسم کا شعر سننا چاہتے ہیں تو فرماتے وہ اشعار سناؤ جو تم نے مشکر کے موضوع پر لکھا ہے (معجم طبرانی)

(۲) خنساء رضی اللہ عنہا نامی ایک شاعرہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمائش کر کے شعروں کو سنتے اور پسند کرتے (استیعاب کتاب النساء ص۷۵۱)

(۳) شعر گوئی کا امتحان بھی لیتے۔ ایک بار عبد اللہ بن رواحہؓ سے فرمایا قل شعراً تقتضیہ الساعۃ وانا انظر الیک یعنی کوئی شعر سناؤ۔ اور ابھی اس کی میرے سامنے تقطیع کرو۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت ارتجالاً چند شعر بنا کر پیش کئے۔ (استیعاب جلد اول ص۳۵۰)

(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبد اللہ بن رواحہ کے شعروں کو سن کر فرماتے کہ یہ خوب کہتے ہیں پھر اس کے بعد ان کے شعروں کو پڑھتے رہتے (سنن کبریٰ بیہقی جلد عاشر ص۲۳۹)

(۵) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار عموماً مسجد میں سنتے جو عموماً مشرکین مکہ کے اعتراضات کے جوابات ہوتے تھے (فتح الباری جلد ثانی ص۲۴۲)

(۶) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک سے کامیاب واپس آئے تو آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ انی ارید ان امتدحک کہ اے رسول خدا میں آپ کی اس کامیابی پر مدح کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ فرمایا سناؤ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو تر و تازہ رکھے (زاد المعاد جلد اول ص۴۶۶) گویا انہوں نے مبارکباد کی نظم پیش فرمانے کی طرح ڈالی۔

(۷) فرار بن خطاب قریش کے بڑے نامی شاعر تھے فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے تو فتح مکہ کی مبارکبادی کا ایک قصیدہ تیار کر کے سنایا۔ (استیعاب جلد اول ص۳۲۶)

(۸) حضرت ابو سفیان جیسے نامی گرامی جرنیل نے اسلام فتح مکہ کے دن قبول کیا۔ آپ کے ناکامانہ اجلاس میں انہوں نے بھی مبارکبادی کا ایک قصیدہ پیش کیا اس میں آنحضرتؐ سے اپنے رشتہ کا اور اسی طرح ہر جنگ میں اپنے مغلوب ہوتے رہنے کا تذکرہ کیا ہے ان کے دو شعر ملاحظہ فرمایئے۔

اُھدد وانا بی جاحدا عن محمد
وادعی وان لم انتسب من محمد
لعمرک انی یوم احمل رایۃ

لتغلب خیل اللات خیل محمد

(استیعاب جلد ثانی ص۶۸۷)

یعنی میں جان بوجھ کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اعراض کرتا رہا جبر کی طرف مجھے جاننے والا منسوب ہوتا ہے۔ اور وہ زمانہ کہ میں سرداری کا جھنڈا آپ کے مقابل اٹھاتا رہا۔ یاد رہے کہ محمد کا لشکر لات کے لشکر پر غالب آتا رہا۔

(۹) نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہوئے تو انہوں نے ایک نعتیہ قصیدہ سنایا یہ قصیدہ دو سو شعروں پر مشتمل تھا۔ پورے قصیدہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باطمینان سنا اور درازیٔ عمر کی دعا دی (استیعاب جلد اول ص۳۱۱) حافظ سخاوی یہ لکھتے ہیں کہ نابغہ جعدی دو سو تیس برس تک زندہ رہے (فتح المغیث ص۴۲۲)

ایک دعا نبوی کی بدولت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی عمر ڈھائی سو برس کی تھی (ایضاً حوالہ مذکور)

(۱۰) مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اپنے نعتیہ کلام کو نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کیا۔ اس کا پہلا شعر یہ تھا ؎

ما ان رأیت ولا سمعت بمارئی
فی الناس کلھم کمثل محمد

(استیعاب جلد اول ص۲۲۷)

میں نے تمام دنیا میں جس قدر دیکھا سنا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مثیل نہیں ہے۔

(۱۱) حضرت لبید بن ربیعہ کے شعروں کو پسند کرتے اور اکثر پڑھتے۔ تعریف فرماتے کہ کتنے اونچے اور سچے اشعار ہیں۔ ان کے دو شعر یہ ہیں ؎

وکل امرء یوما سیعلم سعیہ
اذا انکشف عند الالہ الحاصل
الا کل شیء ما خلا اللہ باطل
وکل نعیم لا محالۃ زائل

(صحیح بخاری باب ایام الجاہلیہ ج۱ ص۵۴۱)

(۱۲) کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جب اپنی معذرت اور نعت نبوی پر مشتمل لمبا قصیدہ "بانت سعاد" سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی توجہ سے سنا (زاد المعاد جلد اول ص۴۵۵) امام بیہقی نے اتنا زائد کیا ہے اشار بکمہ الی الخلق ان اتوا فیسمعوا منہ یعنی خود بھی سنا اور دوسروں کو بھی اشعار شعر خوانی میں اشارہ سے بلایا تاکہ سب لوگ اکٹھا ہو کر سنیں اور لطف اندوز ہوں۔

(بیہقی جلد عاشر ص۲۴۳)

(۱۳) آپ کی پسند کی وجہ سے بعض دفعہ مجلس نبوی میں صحابہ کرام شعر و سخن کا چرچا کرتے اشعار سناتے آنحضرتؐ سنتے اور مسکراتے رہتے (باقی ص۷ پر)

اسلام ہی ایک ایسا نظام ہے جو انسانیت کو تباہی سے بچا سکتا ہے

مغربی ممالک کے پاس کمیونزم کا کوئی جواب نہیں کیونکہ انکی تہذیب کی بنیاد محض مادیت پر ہے!

کراچی ۳ مئی۔ پاکستان کے صدر جنرل ایوب خان نے آج دارالعلوم ٹنڈو الہ یار کے جلسہ تقسیم اسناد میں تقریر کرتے ہوئے اسلام کی اس امتیازی خوبی کا ذکر کیا جسے دنیا کی موجودہ کشمکش کا واحد حل قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ کسی اسلامی ملک کے اتنے بڑے لیڈر نے اسلام کی نسبت اس طور پر خیالات کا اظہار کیا ہو۔ موصوف نے اپنی تقریر میں علماء پر زور دیا کہ وہ عوام میں اسلام کی حقیقی روح پھونکیں اور اسلام کو ایسے سیدھے سادے اور قابل فہم انداز میں بیان کریں کہ عام آدمی بھی اسے سمجھ سکے اور اس کی پیروی کر سکے۔

آپ نے تقریر میں کہا کہ اسلام انسانیت کے لئے رحمت کا پیغام بن کر آیا تھا۔ یہ ایک مذہب ہی نہیں تھا۔ بلکہ یہ ایک جاندار اور ترقی پسند تحریک تھی۔ جس نے انسانی معاشرہ کا ڈھانچہ بدل کر رکھ دیا۔ اور انسانی جد و جہد کو ایک نیا مقصد اور مفہوم عطا کیا۔ جب تک مسلمان اسلامی اصولوں کی پیروی کرتے رہے انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں ترقی کی اور علم و دانش اور سائنس کے میدان میں ان بلندیوں کو چھو لیا۔ جو اس سے پہلے کسی اور کو نصیب نہیں ہوئی تھیں۔ لیکن بدقسمتی سے وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں نے اسلام کے متعدد رائج پہلوؤں پر زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔ اور وہ ایک تحریک کی حیثیت سے اس کی بنیادی عظمت کو فراموش کرتے گئے۔ اسی سے زندگی اور مذہب کے درمیان ایک خلیج پیدا ہو گئی۔ جو برابر وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ اور جو آج بھی ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ اسلام اس خلیج کو دور کرنے آیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے خود اسلام کے پیروکار اس خلا میں معلق ہو کر رہ گئے۔

جنرل ایوب نے کہا۔ جب زندگی اور مذہب کے درمیان تعلق ٹوٹ جاتا ہے تو زندگی کسی نہ کسی سمت رواں دواں رہتی ہی ہے۔ لیکن مذہب ایک ایسی بے جان چیز بن کر رہ جاتا ہے۔ جو ابھرنے، آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی صلاحیتوں سے یکسر محروم ہو کر مساجد اور خانقاہوں کی چار دیواری میں محدود ہو جائے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی کیفیت بھی یہی ہو گئی۔ جہاں انسانیت نے سائنس اور فلسفہ کے میدان میں نمایاں ترقی کی۔ وہاں مذہب صدیوں سے جمود کا شکار ہے۔

آپ نے کہا ''اسلام کا معجزہ یہ تھا۔ کہ اس نے بت پرستی کو ختم کر دیا۔ لیکن مسلمان اس سانحہ کا شکار ہو گئے۔ کہ انہوں نے مذہب کو ایک بت کی شکل دے دی۔ اس طرح ہمارے قومی انداز فکر اور ثقافت میں ایک تباہ کن نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ جن لوگوں نے جدید ترقیات کی روشنی میں اپنا قدم آگے بڑھایا تھا۔ انہیں تو دنیا پرست مسلمان قرار دیا گیا۔ لیکن جو لوگ محض رواج اور تصورات کے پابند اور جمود کا شکار رہے۔ انہوں نے اپنے تئیں حقیقی مسلمان ہونے کا دعوےٰ کیا۔ رفتہ رفتہ ترقی کی خواہش رکھنے والوں کو منکر اور بے اعتقاد سمجھا جانے لگا اور پسماندگی کے علمبردار لوگ سچے مسلمان تصور کئے گئے۔ ہر نئی ترقی ایجاد اور نئے تعلیمی نظام کو غیر اسلامی تحریک کا مظہر قرار دیا گیا۔ اس لئے تاریخ کے تقریباً ہر دور میں انقلابی تحریکوں کی رہنمائی کرنے والوں کے خلاف فتوے جاری کئے گئے۔ اور ہر نئی چیز پر اعتراضات کئے گئے۔ اس طرح مذہب کو ترقی کا دشمن ظاہر کر کے اسلام کے موقف کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ یہ انداز فکر ہمارے ان نوجوانوں سے شدید ناانصافی کے مترادف ہے جو عصر جدید میں سچے مسلمان بننا چاہتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ صدی کے کسی فرد پر یہ پابندی لگانا زندگی اور مذہب دونوں سے ناانصافی ہے کہ حقیقی مسلمان ہونے کا ثبوت مہیا کرنے کے لئے صدیوں پہلے کے اسلوب اختیار کئے جائیں۔

صدر پاکستان نے کہا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام جیسا ترقی پسند مذہب کس طرح ایسے جمود کا شکار ہو گیا؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے حقیقی نظریات سے دور چلے گئے ہیں اور ہم ایک ایسا سماجی اور سیاسی نظام قائم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ جو بدلتے ہوئے حالات اور قدروں کے باوجود زندہ رہ سکے؟ کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے مذہب کو محض جنات اور فرشتوں کی داستان بنا کر اس پر توہم پرستی کا غلاف چڑھا دیا اور اس اندھے اعتقاد کے نعرے لگائے جو انسان کی تحقیقی لگن اور امنگوں کو مسدود کر دیتا ہے؟ کیا اس کا تعلق اس نوعیت کے تصوف سے ہے جس نے افراد کی ذہنیت کو فروغ دیا اور زندگی کو مقبروں اور خانقاہوں کی چار دیواری میں بند کر کے رکھ دیا کیا اس کا تعلق اس غلط اعتقاد سے ہے کہ ہم کسی کوشش کے بغیر بھی نجات اخروی حاصل کر سکتے ہیں۔ کیا ہم یہ بھول گئے کہ موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی اسی دنیا میں ہمارے اعمال کا ثمرہ ہے۔ اور ہم آئندہ زندگی میں وہی کاٹیں گے جو دنیا میں ہم نے بویا ہو گا۔

موصوف نے کہا کہ یہ بڑے اہم سوالات ہیں اور ہمیں ان عوامل کی بنیادی وجہ معلوم کرنی چاہئے۔ جن کے باعث اسلام کی متحرک روح ایک بے جان اور غیر متحرک ڈھانچے میں تبدیل ہو کر رہ گئی۔ ان عوامل کی تلاش و جستجو کے دوران ہمیں بلاشبہ کئی تلخ اور ناگوار حقائق سے دوچار ہونا پڑے گا۔ لیکن یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم پورے عزم اور یقین کے ساتھ اس شاہراہ پر گامزن ہوں۔

فرقہ پرستی کا ذکر کرتے ہوئے جنرل ایوب خان نے کہا کہ فرقہ پرستی نے عالم اسلام کا شیرازہ منتشر کرنے میں بڑا حصہ لیا ہے۔ یہ فرقہ پرستی اب بھی موجود ہے۔ اور اس حقیقت کو نظر انداز کرنا حماقت ہو گا کہ کون سے فرقہ کو دوسرے پر فوقیت حاصل ہے۔ ایسے مسائل پر تنازعات سے برے نتائج ہی برآمد ہو سکتے ہیں۔

آپ نے بیان کیا کہ

''صحیح طرز عمل یہ ہے کہ مختلف فرقوں کے اختلافات کو اجاگر کرنے کی بجائے ان پہلوؤں پر زور دیا جائے۔ جن پر سب کا اتفاق ہو۔ ایک دوسرے کے عیوب تلاش کرنے کی بجائے کیا یہ سمجھ لینا کافی نہیں ہو گا کہ بنیادی طور پر ہمارا دین ایک ہی ہے۔ ہم سب کا ایمان ایک خدا۔ ایک رسولؐ اور ایک قرآن پر ہے یہ صرف ہمارے علماء ہی ہیں جو وحدت کا ایسا ماحول قائم کرنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ آپ علم و فضل بالخصوص مذہب کے بعض سے بعض خاص پہلوؤں کے علم کے حامل ہیں۔ لیکن اس وسیع علم و فضل کو محدود دائرہ میں مقید کر دینا درست نہیں ہو گا۔ جدید ترقیاتی دور میں علماء کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سائنس فلسفہ اور اقتصادیات اور تاریخ کے میدان میں حاصل کردہ ترقی اور کامیابیوں سے روشناس ہوں۔ اسی طرح جدید تعلیم حاصل کرنے والوں کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ مذہبیت کے بنیادی اصولوں سے آگاہ ہوں''

جنرل موصوف نے کہا:۔ ''آپ حضرات جانتے ہی ہیں کہ دنیا آج دو واضح کیمپوں میں بٹی ہوئی ہے۔ یہ آویزش نظریاتی اختلافات پر مبنی ہے کمیونسٹوں نے ساری دنیا پر اپنی آئیڈیالوجی مسلط کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ اور مغربی دنیا میں اشتراکیت کا مکمل اور مؤثر جواب موجود نہیں ہو سکا۔ کیونکہ مغربی آئیڈیالوجی مادیت پر مبنی ہے۔ مادہ پرستی سے جنم لینے والی اقدار اس نظام میں بلاشبہ اپنا مقام رکھتی ہیں۔ لیکن یہ اتنی اہم ہرگز نہیں کہ انسانیت ان کی خاطر سب کچھ قربان کر دے۔ ان حالات میں اشتراکیت کے چیلنج کا ایک ہی جواب ہے۔ اور یہ جواب اسلامی تعلیمات سے ہی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اشتراکی نظریات و عقائد اور مغربی مادہ پرستانہ اقدار کے درمیان اسلام ہی ایک ایسی فطری آئیڈیالوجی پیش کرتا ہے جو انسانیت کی روح کو تباہی سے بچا سکتی ہے۔

یہ خیال کرنا شدید غلط فہمی ہو گی کہ اشتراکیت سے صرف عیسائی دنیا کو ہی خطرہ لاحق ہے۔ مشرق وسطیٰ میں اب جو واقعات پیش آ رہے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام بھی اشتراکی خطرہ سے محفوظ نہیں ہے۔ لہٰذا اشتراکی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اسلام کو ماضی کی پسماندگی سے نجات دلا کر اسے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسلام کو محض ایک نظریہ کے طور پر ہی پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ اسے ایک مکمل سماجی۔ سیاسی۔ اقتصادی اور روحانی ضابطہ کے طور پر پیش کرنا چاہیئے جو کہ اسلام کا حقیقی جوہر اور روح ہے اس اہم کام کے لئے بھی علماء کرام امداد و رہنمائی کا فرض ادا کر سکتے ہیں۔''

وقف جائیداد کی شاندار قربانی

مکرم عبدالغنی صاحب احمدی جماعت احمدیہ ویودرگ تحریر فرماتے ہیں کہ ''وقف شدہ زمین حصہ پر دی گئی تھی۔ مالگذاری زمین /۶۰ روپے تفریق کر کے باقی /۷۶ روپے حاصل ہوئے ہیں جو مرکز میں جمع کرا دیئے گئے ہیں۔'' جزاہم اللہ تعالیٰ واحسن الجزاء

اُمید ہے کہ باقی ایسے احباب جماعت بھی جو استطاعت رکھتے ہوں اپنی جائیدادیں سلسلہ کے نام وقف کرنے کی طرف خاص توجہ فرمائیں گے۔ اور پھر ایسی زمینوں۔ جائیدادوں وغیرہ کی آمد مرکز میں ارسال کر کے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے موجب بنیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست دعا

آج کل شوپیاں میں بعض مخالفین کی طرف سے مخالفت کی جا رہی ہے مکرم حکیم محمد سعید صاحب مبلغ شوپیاں و افراد جماعت شوپیاں کی خیریت و عافیت کے لئے احباب دعا فرماویں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دلائی لامہ اور گوشت خوری

اسلامی تعلیم کی برتری کا واضح ثبوت!

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

اسلام ایک عالمگیر اور فطرتی مذہب ہے اس لائے کے علیم و حکیم خدا نے نسل انسانی کی تمام ضروریات کو مدنظر رکھ کر ایسی تعلیم دی ہے۔ جو ہر زمانہ کے لوگوں کے کام آ سکتی ہے۔

کھانے پینے سے متعلق بھی اسلام نے جس رنگ میں بنی نوع انسان کی راہنمائی کی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس سلسلہ میں قرآن شریف میں اصولی طور پر یہ حکم دیا گیا ہے کہ:۔

کلوا من الطیبٰت واعملوا صالحاً۔

یعنی صاف ستھری چیزیں کھاؤ۔ اور نیک اعمال بجا لاؤ۔

قرآن شریف کی اس آیت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ صاف ستھری خوراک اور نیک اعمال لازم و ملزوم ہیں۔ یعنی وہی شخص نیک اعمال بجا لانے کی توفیق حاصل کر سکتا ہے۔ جو پاک اور صاف اور چیزیں کھاتا ہے۔

حضرت گورو نانک جی نے قرآن شریف کے اس اصول کے پیش نظر ہی یہ بیان کیا ہے کہ

بابا ہور کھانا خوشی خوار
جت کھادے تن پیڑئیے من میں چلے وکار

یعنی انسان کو ایسی خوراک استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ جس سے اس کے دل میں بُرے خیالات پیدا ہونے کا امکان ہو جسم کو بیماریاں لگ جانے کا خطرہ لاحق ہو۔

اللہ تعالیٰ نے گوشت اور سبزی دونوں چیزیں انسان کی خوراک میں شامل کی ہیں۔ اور ان دونوں کے استعمال میں اعتدال کو ضروری قرار دیا ہے۔

یعنی نہ تو انسان کو یہ چاہیئے کہ وہ دن رات اندھا دھند گوشت خوری کرتا رہے۔ یہاں تک رحم اور نرمی سے بالکل محروم ہو کر ایک خونخوار بھیڑیا بن جائے اور نہ اس کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ سبزی خوری میں اس حد تک بڑھ جائے کہ گوشت کا نام لینا بھی اس کے لئے کبیرہ گناہ ہو جائے۔ اور اس طرح وہ اپنی شجاعت اور بہادری سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔

اس دنیا میں کئی مذاہب ایسے پائے جاتے ہیں جن کے متبعین گوشت خوری کو ایک گناہ تصور کرتے ہیں۔ ان کے ہاں روحانیت کا منتہا یہی ہے کہ انسان سبزی خور ہو۔ اور گوشت کے قریب کبھی نہ جائے۔ چنانچہ ہندو دھرم کے بعض ایسے فرقے آج بھی موجود ہیں۔ جن کے نزدیک گوشت خوری کسی حالت میں بھی جائز قرار نہیں دی جا سکتی۔

بدھ مذہب کے پیرو بھی اس بات کے مدعی ہیں کہ گوشت انسان کی خوراک نہیں۔ کیونکہ گوشت خوری سے جیو ہتیا ہوتی ہے۔ لیکن یہ لوگ جو گوشت خوری کو ناجائز تصور کرتے ہیں۔ ان کے ماننے والے حالات سے مجبور ہو کر اور وقت کے تقاضوں کے پیش نظر اسلام کے اس اصول کو اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ گوشت بھی انسان کی خوراک کا ایک حصہ ہے۔ چنانچہ بدھ مذہب کے روحانی رہنما دلائی لامہ جو ان دنوں بھارت آ گئے ہیں گوشت خوری کے حق میں ہیں۔ اور ان کی خوراک میں گوشت بھی شامل ہے۔ چنانچہ بھارت کے اخبارات میں خبر شائع ہوئی ہے کہ دلائی لامہ گوشت اور انڈے بھی خوراک کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ ایک بھارتی روزنامہ نے شائع کیا ہے کہ:۔

"تیج پور ۱۹ را پریل۔ بھارت کے عوام شاید اس بات پر یقین نہیں کریں گے یہ ایک حقیقت ہے کہ مہاتما بدھ کے پیرو کار تبت کے دلائی لامہ انڈے مچھلی۔ مرغا اور دُمبا گوشت بھی کھاتے ہیں۔ اس بات کا علم ایک اخبار نویس کے ایک سوال کے جواب میں دیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ کل صبح ناشتہ میں دلائی لامہ کے لئے دوسری چیزوں کے ساتھ انڈے بھی رکھے گئے۔ اور دوپہر کے کھانے میں دلائی لامہ نے مرغ کا گوشت اور مچھلی اور قیمہ بھی کھایا۔"

(روزنامہ رنجیت پٹیالہ ۲۱ راپریل ۵۹ء)

ہم بدھ مذہب کے اس روحانی راہنما دلائی لامہ کی گوشت خوری پر معترض نہیں ہیں بلکہ ہمیں خوشی ہے کہ انہوں نے اسلام کے پیش کردہ اصول کو اپنے عمل سے صحیح تسلیم کیا ہے اور اسلامی اصول کی برتری کی ایک عملی شہادت دنیا میں پیش کی ہے۔

منقولات

لنڈن میں عید الفطر

(مکتوب لنڈن کے مستقل عنوان کے ماتحت پاکستان کے روزنامہ نوائے وقت مجریہ ۱۷ راپریل ۵۹ء میں لنڈن میں عید الفطر کے ضمنی عنوان پر مفصلہ ذیل رپورٹ شائع ہوئی۔ اور اسے غیر مبائعین کے آرگن پیغام صلح لاہور ۲۲ راپریل میں نقل کیا گیا ہے۔ مولانا عبد الماجد صاحب دریا بادی کے اخبار صدق جدید لکھنؤ مجریہ ۱ مئی ۵۹ء میں بھی یہ رپورٹ اس طرح شائع ہوئی۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے اسے ہم اخبار پیغام صلح سے اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ رپورٹ کا ایک حصہ نسبتاً زیادہ قابل مطالعہ ہے غور فرمایئے کہ یہ عملی نمونہ کہاں تک حقیقی اسلام کا پہلو اپنے اندر رکھتا ہے!! (ادارہ)

قومی لباس

لندن میں نماز عید عام طور پر چار مختلف مقامات پر پڑھائی جاتی ہے۔ ووکنگ مسجد شاہجہان میں۔ پٹنی مسجد میں۔ اسلامک کلچرل سنٹر میں اور لندن کی مشہور ایسٹ اینڈ مسجد میں مسجد شاہجہان کافی فاصلے پر ہے۔ واٹرلو سٹیشن سے اس کا واپسی کرایہ پانچ روپے بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود سب سے زیادہ رونق اور ہنگامہ اسی جگہ ہوتا ہے۔ اور ہجوم بھی بین الاقوامی قسم کا ہوتا ہے۔ نائیجیریا کے حبشی۔ افریقہ کے سیاہ و سفید عرب۔ ایرانی افغانی۔ پاکستانی۔ بھارتی۔ برمی۔ ملائی۔ سیلون انڈونیشی۔ چینی۔ ترکی۔ امریکی۔ عرب الہندی اور یورپین۔ غرضیکہ دنیا کا شاید ہی کوئی ملک ایسا ہو جہاں سے آیا ہوا مسلمان اس ہجوم میں — بعض اوقات اپنے قومی لباس میں۔ دکھائی نہ دے۔ خواتین بچے تو عام طور پر اس موقعہ پر اپنا قومی لباس پہن کر آتے ہیں۔ لیکن ایسے مناظر بھی دکھائی دیتے ہیں کہ مسلمان یورپین خاتون تو اپنی ساڑھی کا پلو سنبھال رہی ہے لیکن سعودی عرب کا ایک خانوادہ اپنے "چُست سکرٹوں" میں اپنے فیشن ایبل میڈیم موزیلوں "کو بھی شرما رہا ہے۔ بہت سے حضرات اپنی "گرل فرینڈ" اور عام طور پر ہونے والی رفیقہ حیات کو اسلام اور مشرق کی ایک جھلک" دکھانے کے لئے بھی ساڑھی پہنا کر لے آتے ہیں اور کئی خوش قسمت تو اس مبارک موقعہ پر "دوہری عید" مناتے ہیں۔ یعنی ان کی انگریز منگیتر ہیں اسلام قبول کر کے نکاح پڑھوا لیتی ہیں — معاف کیجئے یہ قبول اسلام طے شدہ پروگرام کے مطابق ہوتا ہے۔ مشرق یا اسلام کی "جھلک" دیکھنے کی وجہ سے نہیں۔

شاہجہان مسجد کہنے کو تو "احمدی مشن" کی مسجد ہے۔ لیکن اگر مسلمانوں کے واقعی بہتر فرقے ہیں تو ہر فرقہ یہاں نماز ادا کرتا ہے۔ اور دنیا کی ہر قومیت کا مسلمان یہاں ایک پاکستانی کی امامت میں خدا کے حضور سجدہ کرتا ہے۔

پٹنی مسجد "قادیانی مشن" کی مسجد ہے لیکن یہاں بھی بے شمار غیر قادیانی آتے ہیں۔ "اسلامک کلچرل سنٹر" لندن کے دل میں بیکر سٹریٹ کے قریب واقع ہے۔ یہ ثقافتی مرکز لنڈن میں اسلامی ممالک کے سفارت خانوں کے چندوں سے چلتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی ہجوم بین الاقوامی ہوتا ہے یہاں کے امام ایک مصری عالم ہیں۔ کئی سال سے عیدین کے موقعہ پر یہ مرکز عرب بھائیوں کا گڑھ رہا ہے۔ لیکن گذشتہ سال امام ایک پاکستانی تھے۔ اور اس سال حسب سابق مصری تشریف لے آئے ہیں۔ شاید تبدیلی کی خاطر اس عید کے موقعہ پر عرب بھائیوں نے بھی بہت زیادہ تعداد میں ووکنگ کی رونق میں اضافہ کیا۔ ایسٹ اینڈ کی مشہور مسجد میں زیادہ تر مشرقی پاکستان کے بھائی جاتے ہیں۔ کیونکہ انہیں باقی مساجد بہت دور پڑتی ہیں۔

مفت لنچ

عید کے موقعہ پر لندن کی ہر مسجد میں نماز عید کے بعد لنچ مفت ملتا ہے۔ تجربہ کار مفت خوروں کی رائے یہ ہے کہ ووکنگ کا چاول اور آلو گوشت پر مشتمل کھانا لذیذ ترین ہوتا ہے۔ اور بھیڑ کے باوجود انتظام بھی خاطر خواہ ہوتا ہے۔ شاہجہان مسجد تو ننھی منھی سی ہے اس میں بمشکل ایک سو نمازی سما سکتے ہیں لیکن دو اڑھائی ہزار نمازیوں خواتین اور بچوں کے لئے لان میں بہت بڑا شامیانہ نصب ہوتا ہے جس کے اندر نماز کے بعد حاضرین میز کرسی پر کھانا کھا سکتے ہیں۔ شامیانے پر مسلمانوں کے بھارت سمیت تمام بڑے بڑے ممالک کے قومی جھنڈے لہرا رہے ہوتے ہیں۔ اس بار شامیانے کے باہر کچھ کتبے بھی پڑے تھے۔ جن پر لکھا تھا کہ "جنرل ایوب ہمارا ہیرو ہے" "کشمیر چھوڑ دو" اور "دنیا کے مسلمان ایک ہیں۔"

"ووکنگ میں نماز کے بعد یہ تقریب میلے میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی لاؤڈ سپیکر سے جہاں سے ابھی ابھی مولانا یعقوب خاں سول اینڈ ملٹری گزٹ کے سابق ایڈیٹر اور حال امام ووکنگ خطبہ دے رہے تھے ابھی فلمی ریکارڈوں کی دھنیں سنائی دینے لگتی ہیں اور لتا، ثریا، اور طلعت محمود کے گانوں کے ساتھ ساتھ زندہ دل مسلمان گول دائرے میں بیٹھ کر تالیوں سے داد دیتے ہیں۔ ہر مسلمان چھٹی کے موڈ میں ہوتا ہے۔ ایک طرف "کیو" میں مفت کھانا مل رہا ہے۔ تو دوسری طرف "کیو" میں مفت چائے تقسیم ہو رہی ہے ایک طرف آئس کریم فروخت ہو رہی ہے تو دوسری طرف مونگ پھلی بک رہی ہے۔ تندما دیر اتاری جا رہی ہیں اور عید ملی جا رہی ہے۔

کھانا ووکنگ میں ہی "مفت" نہیں ملتا باقی جگہ بھی اس دن مفت ملتا ہے۔ لیکن ہماری طرح بہت سے لوگ ووکنگ میں صرف مفت کھانا ہی ؟؟ نوش کھانے جاتے ہیں۔ ووکنگ میں عید کے موقعہ پر ایک اور "ہم مشرب" سے بھی ملاقات ہوئی وہ بھی کہنے لگے کہ مفت کھانا یہاں تک کھینچ لاتا ہے ان سے عرض کیا۔ واپسی پانچ روپے کرایہ ؟ ... ہنس کر کہنے لگے بھنے لگے وہ تو میں ٹکٹ کا قیمتا۔ ہم یہ تو خیر ایک مذاق تھا، ووکنگ میں اجتماع "عید ملاپ" کا نعم البدل ہے۔ (بحوالہ پیغام صلح ۲۲ راپریل ۵۹ء)

عالمگیر بے دینی کا بنیادی علاج

(بقیہ صفحہ ۱)

گوہرِ وحیٔ خدا کیوں توڑتا ہے ہوش کر
اِک یہی دیں کیلئے ہے جائے عزّ و افتخار
یہ وہ گُل ہے جس کا ثانی باغ میں کوئی نہیں
یہ وہ خوشبو ہے کہ قرباں اس پہ ہو مشکِ تتار
یہ وہ ہے مفتاح جس سے آسماں کے در کھلیں
یہ وہ آئینہ ہے جس سے دیکھ لیں رُوئے نگار
بس یہی ہتھیار ہے جس سے ہماری فتح ہے
بس یہی اِک قصر ہے جو عافیت کا ہے حصار
ہے خدا دانی کا آلہ بھی یہی اسلام میں
محض قصوں سے نہ ہو کوئی بشر طوفاں سے پار
ہے یہی وحیٔ خدا عرفانِ مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اس کو ملے وہ دوستدار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

اللہ تعالیٰ کے ایک وراء الوریٰ ہستی ہے اس کے وجود پر کامل یقین اس کی وحی اور الہام سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا سچا یقین جو انسان کو اس کے آستانہ پر گرا دے بجز مکالمۂ الٰہیہ نصیب نہیں ہو سکتا۔ یہ یقین ہمیشہ ہی صحبت روح الامین سے حاصل ہوتا رہا ہے اور اب بھی اسی ذریعہ سے حاصل ہوگا۔

مقامِ حیرت و افسوس ہے کہ مسلمان بھی جنکی پاک کتاب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ: استقامت رکھنے والے موحد مسلمانوں پر خدا کے فرشتے اترتے رہیں گے۔ ان مسلمانوں نے بھی دوسری روحانی طور پر مُردہ اقوام کی پیروی میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب اس مکالمہ الٰہیہ کا دروازہ بند ہے۔ وحی و الہام کا سلسلہ آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے۔ اب عقل کامل سب کچھ کرے گی ہمیں کسی قطعی وحی کی ضرورت نہیں۔ یہ غلط عقیدہ مسلمانوں میں رائج کرنے والے اس زمانہ کے غلط کار فلاسفر اور خشک دو رو مانیت سے بے بہرہ علماء تھے۔ انہوں نے اپنے اثر و نفوذ سے نئی نسلوں کو یہ زہر پلانا شروع کیا اور انہیں خالص مادی زندگی کا دلدادہ بنا دیا۔ اور مغرب کی تقلید ان کا نصب العین قرار دے دیا۔ زہر اپنا اثر کرتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نئی پود دین اور دین کے سچے عاملوں سے بیزار ہو گئی اور اس کی عملی قوتیں مفلوج ہو گئیں اور ان کے دلوں کا ایمانی پودا اعمال کے پانی کے بغیر مرجھاتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے خشک ہونے کی نوبت آگئی اور اب نئی نسل کی آنکھیں ان ظاہر پرست ملاؤں اور قوم کے علمی لیڈروں اور فلاسفروں سے بھی برگشتہ ہو گئیں۔ اور وہ دینی عقائد پر مذاق کرنے لگی۔ یہ حالت مشرق اور مغرب کے تمام اسلامی ممالک میں ہو رہی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہوا تو یہ حالت نہایت ہی ہولناک نتائج پیدا کرے گی۔ اسلام کے لئے اور دردمند مسلمانوں کے لئے یہ دن سخت فکر مندی کے دن ہیں۔ دردمند دل پکار رہے ہیں کہ کاش کوئی احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ یا کوئی ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کھڑا ہو۔ یعنی خدا کا وہ بندہ جسے اس مکالمہ کی نعمت حاصل ہو پیدا ہو۔ اس بے یقینی کی کیفیت کے پیدا کرنے کے ذمہ دار وہ عمار ہیں۔ جو خدا کے مکالمہ کو بند قرار دیتے رہے ہیں وہ تعلیم یافتہ فلاسفر ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی کو بے ضرورت ٹھہراتے رہتے ہیں ان کی اس غلط روشنی کا نتیجہ آج ساری مسلمان قوم بھگت رہی ہے اور سب پر ایک مُردنی سی چھائی ہوئی ہے۔ اس زہر کا تریاق خدا کا یقینی اور قطعی کلام ہے جو آج بھی اس کے بندہ مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا ہے۔ اور اس کلام نے اپنی زندگی بخش تاثیرات سے اس ماموریت کی جماعت میں ایمانی حرکت پیدا کر رکھی ہے۔ احمدی جماعت کے افراد آخر دوسرے فرقوں میں سے ہی آئے ہیں۔ مگر یہ کیا بات ہے کہ ان میں اسلام کی تبلیغ کا جنون ہے۔ ان کے بچے اور بوڑھے عورتیں اور مرد اپنے پسینے کی کمائی سے ... دین کی اشاعت کے لئے پانی کی طرح بہا رہے ہیں۔ ان کے نوجوان اپنی جوانی کو دور دراز مہذب اور غیر مہذب ممالک اور اقوام تک پیغامِ حق پہنچانے میں صرف کر رہے ہیں۔ آخر ان لوگوں میں یہ قوتِ عمل کس روحانی کشش کا کرشمہ ہے؟ صرف وہ یقین ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو چکا ہے۔ اور وہ یقین قرآن مجید کی اتباع میں خدا کی وحی اور الہام سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی یقین پر ان کی ساری قربانیوں کی بنیاد ہے۔ یہ تو ایک محسوس و مشہود بات ہے۔ باقی جو روحانی کیف اور عشق ربانی کی مخمورانہ حالت کلام الٰہی سے اہلِ دل کو حاصل ہے اسے تو لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں جو "مقامِ شوق" حاصل ہوا ہے وہ مکالمہ الٰہیہ کا ثمرہ شیریں ہے اے کاش کہ ہمارے سارے مسلمان بھائی اس روحانی لذت سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور حصہ وافر پائیں۔ آمین یا ربّ العٰلمین۔

ضروری اعلان

مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل جماعت احمدیہ کلکتہ کے نامزد امیر مقرر کئے گئے ہیں وہ اپنی کلکتہ سے عارضی غیر حاضری میں جس کو مناسب سمجھیں قائم مقام امیر زیادہ سے زیادہ پندرہ یوم تک کے لئے مقرر کر سکتے ہیں۔

ناظر اعلیٰ قادیان

گوشوارہ بیعت بذریعہ افراد و جماعتہائے احمدیہ ہند

از یکم مئی ۵۸ء لغایت ۳۰ اپریل ۵۹ء

اسمائے گرامی	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	میزان
حضرت سیٹھ عبد اللہ الٰہ دین صاحب	-	۱	۲	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۳
سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر	-	۱	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۲
ر یوسف احمد الٰہ دین صاحب	-	۲	-	-	-	۱	-	۱	-	-	-	-	۴
قادیان	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
سدانند پور	-	-	۲	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	۳
نظارت تبلیغ	-	۱	۲	-	-	۱	-	۱	-	-	-	-	۵
دورہ اڑیسہ	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
دورہ جنوبی ہند	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	۱
لجنہ اماء اللہ حیدر آباد	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱
دفتر وقفِ جدید	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۲	-	۳
مدراس	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	۱
نظارت امور عامہ	-	-	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	-	۲
چنتہ کنٹہ	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۱
مولوی عبد الرحیم صاحب ...	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۱
جموں	-	-	-	-	-	-	-	۲	-	-	-	-	۲
بشیر احمد ڈپٹی جارکوٹ	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۱
شوپیاں	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۰	-	-	۱۰
شموگہ	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۴	-	۴
محمد صدیق صاحب فانی	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۱
کل میزان													۴۷

گوشوارہ بیعت بذریعہ مبلغین

از یکم مئی ۵۸ء لغایت ۳۰ اپریل ۵۹ء

اسمائے گرامی	مئی	جون	جولائی	اگست	ستمبر	اکتوبر	نومبر	دسمبر	جنوری	فروری	مارچ	اپریل	میزان
۱۔ مولوی خلیل الرحمٰن صاحب فانی	۱۴	-	-	۱	-	-	-	-	-	۴	-	-	۱۹
۲۔ مولوی محمد محسن خان صاحب	۲	-	۱	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۴
۳۔ شیخ حمید اللہ صاحب	۲۲	-	۱	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	۲۴
۴۔ مولوی محمد ابو الوفاء صاحب	۱	-	-	۲	-	-	۱	۱	-	-	-	-	۵
۵۔ حکیم محمد سعید صاحب	۱۰	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱۰
۶۔ سید صمصام الدین صاحب	۱	-	-	-	-	۵	-	-	-	-	-	-	۶
۷۔ مولوی شریف احمد صاحب امینی	۲	-	-	۲	۱	-	-	-	-	-	-	۲	۷
۸۔ سید فضل عمر کشتی	۱	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۱	-	۳
۹۔ مولوی بشیر احمد صاحب	۲	-	-	-	-	۱	-	-	۱	-	-	۱	۵
۱۰۔ سراج الحق صاحب	-	-	-	۱	۱	-	-	-	-	-	-	-	۲
۱۱۔ سید محمد موسیٰ صاحب	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	-	-	۱
۱۲۔ مولوی پی عبد اللہ صاحب	-	-	-	-	-	۱۳	-	-	-	-	-	-	۱۳
۱۳۔ مولوی کے محمد علوی صاحب	-	-	-	-	-	-	۲	۲	۱	-	-	۱	۶
۱۴۔ مولوی سمیع اللہ صاحب	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	-	-	۱
۱۵۔ حکیم محمد الدین صاحب	-	-	-	-	-	-	-	۹	-	-	-	-	۹
۱۶۔ مولوی عبد الحق صاحب	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	۲	-	۱	۴
۱۷۔ مولوی فیض احمد صاحب	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	-	۱
۱۸۔ مولوی شیخ محمد اسلم صاحب	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۱	-	۱
۱۹۔ مولوی غلام مہدی صاحب ناصر	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	-	۴	۴
۲۰۔ مولوی غلام احمد شاہ صاحب												۳	۳
کل میزان													۱۳۰

زکوٰۃ کی ادائیگی ایسی ہی ضروری ہے جیسے نماز۔ زکوٰۃ اموال کو پاک کرتی اور انہیں بڑھاتی ہے

خبریں

لندن ۱۱ مئی۔ برطانوی اخبار "ڈیلی ٹیلیگراف" نے یہ خبر شائع کی ہے کہ روسی فوجیں افغانستان میں داخل ہوگئی ہیں۔ اور روس و افغانستان کی سرحد سے ۹۰ میل اندر افغانستان کے علاقہ میں روسی فوجوں نے مورچے سنبھال لئے ہیں۔ اس اخبار نے یہ خبر اپنے نامہ نگار مقیم طہران کے حوالہ سے شائع کی ہے جس نے لکھا ہے کہ فوجیں ایران سے افغانستان کے دارالخلافہ کو جانے والی سڑک کو استعمال کر رہی ہیں۔ مغربی مبصروں نے افغانستان میں روسی فوجوں کی موجودگی کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس خبر کی لندن میں سرکاری طور پر کوئی تصدیق نہیں ہو سکی۔ برطانوی وزارت خارجہ کے ایک ترجمان سے جب اس خبر کے متعلق دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا کہ ہمیں افغانستان میں روسی فوجوں کی موجودگی کا علم نہیں۔ برطانوی نامہ نگار کی اس اطلاع نے سفارتی حلقوں میں سنسنی پیدا کر دی ہے۔ آج جب لندن میں افغان سفارتخانہ سے پوچھ تاچھ کی گئی تو اس نے اس اطلاع کی تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔

گورداسپور سرکاری پریس نوٹ مظہر ہے کہ ضلع گورداسپور کے مزید نئے دیہات کو ماہ مارچ میں بجلی سپلائی کی گئی ہے۔ اب ضلع میں بجلی دیئے جانے والے دیہات کی تعداد ۲۰۳ ہوگئی ہے۔ گیارہ قصبہ جات میں بجلی دیئے جانے کے ماہ مارچ میں ۱۹ ٹیوب ویل بھی لگائے گئے ہیں۔ گذشتہ مالی سال میں ان کی تعداد ۴۷ تھی۔

نئی دہلی ۱۱ مئی۔ مرکزی وزیر خوراک شری اجیت پرشاد جین نے اعتراف کیا ہے کہ اناج کی نئی فصل کافی ہونے کے باوجود اس کی قیمتیں متوقع حد تک کم نہیں ہوئیں۔ شری جین نے آج آل انڈیا کانگرس کمیٹی کی میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے ملک کی غذائی صورت حال پر بھی تبصرہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ پچھلے ڈیڑھ برس میں ہمیں غذائی محاذ پر بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ خوش قسمتی سے نئی فصل اچھی ہے۔ لیکن قیمتیں اس طرح پر نہیں آئیں جو متوقع تھی۔ پارٹی کے تعاون سے دالی کی فصل بڑھانے کی مہم شروع کرنی ہوگی۔ اس مقصد کے لئے ملک کے تمام ذرائع استعمال کرنا ضروری ہے۔ شری جین نے کہا کہ پچھلے سات برس میں ملک میں اناج کی پیداوار میں ۳۴ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ اقتصادی ترقی کی وجہ سے خوراک کی تمام کھپت بھی ۲ فیصدی بڑھ گئی ہے۔

نئی دہلی ۱۱ مئی۔ عالمی بنک کے صدر مسٹر بلیک کل رات دہلی پہنچ رہے ہیں۔ وہ بھارت اور پاکستان کے مابین نہری پانی کے متعلق مستقل سمجھوتہ کرانے کے لئے فیصلہ کن کوششیں شروع کریں گے۔ بات چیت کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ اب سمجھوتہ کے امکانات پہلے سے زیادہ روشن ہیں۔ عالمی بنک کے نائب صدر اور دو انجینئر بھی کل دہلی پہنچ رہے ہیں۔ وہ راجدھانی میں تین دن ٹھہریں گے۔ اور اس عرصہ میں وزیر اعظم شری نہرو کے وزیر آبپاشی۔ حافظ ابراہیم اور بڑے انجینئر شری این ڈی گلی سے بات چیت کریں گے اور ۱۶ مئی کو کراچی روانہ ہو جائیں گے۔ باخبر حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ عالمی بنک کے صدر سندھ کے تاس کے پانی کی تقسیم کے متعلق ایک فارمولا پیش کریں گے جو عالمی بنک کی ۱۹۵۴ء کی تجاویز پر مبنی ہے۔ یہ پلان اس بات چیت کی بنا پر مرتب کیا گیا ہے جو عالمی بنک نے حال ہی میں واشنگٹن میں بھارت اور پاکستان کے نمائندوں سے کی تھی۔

سنگاپور ۱۱ مئی۔ پیکنگ کے مبصر حلقوں نے بتایا ہے کہ چین تبت کے سے ۱۹۵۰ء کا معاہدہ منسوخ سمجھتا ہے۔ اس معاہدہ کے ماتحت یہ قرار دیا گیا کہ چین ۱۹۶۲ء سے تبت میں اصلاحات نافذ کرے گا۔ چینی سرکار اب تبت میں اصلاحات تیزی سے نافذ کر رہا ہے۔ چینی سرکار نے حال ہی میں جو یہ کہا تھا کہ تبت کو بھارت اور چین کے مابین بفر نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تبت میں کمیونسٹ انتظام تیزی سے مضبوط ہو رہا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ چینی سرکار نے اخبارات کو ہدایت کر دی ہے کہ چین کے ذاتی مفادات اور علاقائی یکجہتی کے لئے بھارت چین خیر سگالی کے لئے قربان نہ کی جائے۔

جنیوا ۱۱ مئی۔ مشرقی اور مغربی جرمنی کی حیثیت کے متعلق اتفاق رائے نہ ہونے کے باعث چار بڑے ملکوں کے وزرائے خارجہ کی کانفرنس ڈرامائی طور پر ملتوی کر دی گئی۔ کانفرنس آج بعد دوپہر ہونی تھی۔ جرمن نمائندگی کے سوال پر ڈیڈلاک اس وقت پیدا ہوا جب روس نے یہ مطالبہ کیا کہ مغربی اور مشرقی جرمنی دونوں کو ہی کانفرنس میں مکمل نمائندگی دی جائے۔ کانفرنس ملتوی کرنے کا اعلان برطانوی وزیر خارجہ مسٹر سلون لائیڈ کی روسی وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو کے ساتھ دو گھنٹے کی میٹنگ کے بعد کیا گیا۔ امریکن ترجمان نے بتایا ہے کہ چار بڑے ملکوں کے اعلیٰ حکام کی رابطہ کمیٹی میں بھی آج صبح اس معاملہ پر ڈیڈلاک

احیاء و تجدید دین کا کام

(بقیہ صفحہ ۲)

کی طرف رجوع کیا جائے۔

جن اندرونی اور بیرونی حملوں کے باعث جس شدید قسم کا مرض اس وقت اُمت مرحومہ کے لاحق حالی ہے اس سے جانبر ہونے کے لئے براہ راست خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کی اشد ضرورت ہے۔ اور اُس کی طرف سے نازل کردہ بارانِ رحمت مردہ دلوں میں زندگی کا تازہ خون ڈال سکتی ہے پس ضرورت ہے اس امر کی کہ ہر مرد مومن خدا تعالیٰ کے منشاء اور اُس کے ارادہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرے اور اُسی نہج پر اپنے خیالات و نظریات میں تبدیلی لانے کی سعی کرے اس طور پر کی تبدیلی یقیناً بڑی ہی بابرکت ہوگی۔ اور اسلام کے گلستان میں جلد بہار کا موسم لانے کا موجب ہوگی۔

اس زمانہ کے علماء اور مفکرین اصلاح امت کے لئے اپنی عقلوں سے چند تدابیر سوچ رہے ہیں۔ مگر عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آچکی جس کے بابرکت ہاتھ سے ایک روحانی سلسلہ جاری ہو چکا اور اُسی مرد کامل نے ہندوستان ہی کی سرزمین سے آج سے پون صدی قبل امت کے جملہ مفاسد کی اصلاح کے لئے متنبہ کر دیا۔ ذرا اُن کلمات طیبات کا مطالعہ کیجئے جو اُس وقت اس برگزیدہ انسان نے امت مسلمہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے۔

اور اس کا ایک حصہ ہم اس اشاعت میں دوسری جگہ نقل کر رہے ہیں۔ آج جن تدابیر کو مختلف اطراف سے مخلصانہ تجاویز کے رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور جن لائحہ عمل کے پورا ہونے کی تمنا کی جاتی ہے وہ بہ پوری تفصیل سے اس خطاب میں پایا جاتا ہے۔ اور اُس کا عملی نمونہ اس پاک جماعت کے کارناموں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو خدا ہی کے حکم سے قائم کی گئی جس کے ہاتھ میں اسلام کا جھنڈا محمد رسول اللہ کا جھنڈا ہے۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ پاک جماعت اُس وقت تک دم نہ لے گی جب تک کہ نوع انسان کے لئے امن و سلامتی کے اس پیغام کو اکناف عالم میں نہ پھیلا دے اور محمد رسول اللہ کے جھنڈے کو اکناف عالم میں کامیابی سے نہ گاڑ دے۔ تب اُس کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ نام